اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چودھواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 5/مئی 2025ء بمطابق ۷/ذیقعد ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	توجہ دلاؤ نوٹس۔	36
4	رخصت کی درخواستیں۔	37
5	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	38
6	آڈٹ رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	41
7	قرارداد نمبر 18۔	42

جلد 14 ☆☆☆ شمارہ 03

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 5 رمئی 2025ء بمطابق ۷ رذیقعد ۱۴۴۶ ھ ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 45 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

لَایَتَّخِذِالۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ج وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ فِیۡ شَیۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡہُمۡ تُقٰىۃً ط وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ط وَاِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸﴾ قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡامَافِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡہُ یَعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ط وَیَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۹﴾

﴿پارہ نمبر۳ سُوۡرَۃُ آل عمران آیات نمبر ۲۸ اور ۲۹﴾

ترجمہ: نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم اُن سے بچاؤ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تُو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا اُسے ظاہر کروگے جانتا ہے اُس کو اللہ اور اُس کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللہ۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔انجینئر زمرک خان اچکزئی و دیگر معزز اراکین کی جانب سے مورخہ 2 مئی 2025ء کی اسمبلی نشست میں point of public importance پر بلوچستان ہاؤس اسلام آباد کی بابت ہاؤس میں پوائنٹ اٹھایا گیا تھا۔ جس پر چیئر کی جانب سے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے رپورٹ طلب کی گئی تھی جو کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہو چکی ہے۔ لہٰذا جناب عبدالمجید بادینی صاحب! آپ چیئر کی رولنگ کی روشنی میں محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں۔ منسٹر صاحب کا مائیک آن کریں۔ کیا پرابلم ہے؟ نہیں نہیں مائیک آن ہوگا۔ مائیک آن نہیں ہو رہے ہیں؟ مجید بھائی صاحب! دو منٹ کے لیے صرف۔ کیا پرابلم ہے؟

جناب عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی): اِس طرف میرے خیال میں کوئی کام نہیں کر رہا۔

جناب اسپیکر: ہو گیا، ہو گیا چلیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! مَیں عبدالمجید بادینی پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی مورخہ 2 مئی 2025ء کی نشست میں جناب اسپیکر کی رولنگ کی روشنی میں محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی جانب سے رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ چونکہ محکمہ S&GAD کی جانب سے رپورٹ آج موصول ہوئی ہے اور معزز اراکین اسمبلی نے رپورٹ کا بغور مطالعہ نہیں کیا ہے۔ لہٰذا مذکورہ رپورٹ بروز جمعہ مورخہ 9 مئی 2025ء کی نشست میں زیر بحث لائی جائے گی۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 123 دریافت فرمائیں۔ آغا صاحب کا مائیک آن کردیں۔

سید ظفر علی آغا: سوال نمبر۔ 123

جناب اسپیکر: جی minister concerned please مجید صاحب کا مائیک آن کردیں۔ نہیں نہیں، ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جواب ضخیم ہے لہذا۔

جناب اسپیکر: آپ کہیں کہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆123 سید ظفر علی آغا، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 26 ستمبر 2024ء۔

کیا وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق کے زیر استعمال میں مختلف کالونیاں ہیں جس میں سرکاری ملازمین رہائش پذیر ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تمام کالونیوں کے نام جائے وقوع کی تفصیل دی جائے۔ نیز ان کالونیوں میں ایس اینڈ جی اے ڈی ملازمین اور دیگر ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کے نام مع ولدیت، شناختی کارڈ نمبر، لوکل/ ڈومیسائل، جائے تعیناتی اور کیٹگری وائز کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق: جواب موصول ہونے کی تاریخ 29 اکتوبر 2024ء۔

جواب ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! اس میں ایسا ہے کہ جو سوال نمبر 123 کا جواب مجھے دیا گیا ہے۔ اُس میں یہ لکھا ہے کہ اگر آپ اس کو غور سے پڑھیں۔ اِس میں ایس اینڈ جی اے ڈی مَیں نیچے والا پڑھ لیتا ہوں تاکہ دوستوں کو بھی سمجھ آجائے۔ ایس اینڈ جی اے ڈی اور دیگر ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کے نام مع ولدیت شناختی کارڈ نمبر لوکل ڈومیسائل جائے تعینات کیٹگری وائز دیا جائے۔ جناب اسپیکر! یہ جو دیا گیا ہے اِس میں ہاؤسز کی ٹوٹل نشاندہی تو دی گئی ہے۔ مگر اِس میں یہ ہے کہ اگر آپ اس کے اندر آپ چلے جائیں تو کسی کا CNIC نمبر ہے اور لوکل ڈومیسائل نہیں ہے۔ اور باقی یہ اِس میں بہت سے گھر اُس میں مثال کے طور پر اگر میں زرغون ہاؤسنگ کے علاوہ باقی پر بات کرسکوں تو یہ تقریباً اِس پر جی او آر کالونی پر اِس میں آپ دیکھ لیں جناب اسپیکر! اِس میں بہت سے گھر ہیں جو اِس میں بالکل نشاندہی بھی نہیں کی گئی ہے۔ اور یہ وہ گھر ہیں۔ جناب اسپیکر! اِس میں مطمئن مَیں اس لیے نہیں ہوں، کیونکہ یہ بہت سے گھر خالی ہو چکے ہیں اور وہی پرانے نام پر چل رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کے پی سے یا سندھ سے کوئی آفیسر آتا ہے اُس کو الاٹ ہو جاتا ہے تو وہ نام اُدھر رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جناب اسپیکر! آپ رولنگ دیکھیں اِس کو ہم کمیٹی میں اگر دیکھ لیں تو بڑا بہترین ہوگا جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی minister concerned please

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: محترم جناب اسپیکر صاحب! یہاں جوابات لکھے ہوئے ہیں اگر کہیں پر میرے بھائی کو کوئی ایسا مسئلہ ہے تو میں اُن کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب اسپیکر: اِس پر detailed discussion کے بغیر کیسے کمیٹی میں جائے گا؟ کمیٹی میں تو ابھی پرابلم

آئے گی تو جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: سر! اس کو کمیٹی میں جانے کی ضرورت کیا ہے؟

جناب اسپیکر: مطلب کہ آپ اِن کے جو issues ہیں اُن کو آپ ایڈریس کرنے کے لیے تیار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: جی بالکل سر!

جناب اسپیکر: اگر آپ ایک نشست اِن کے ساتھ کرلیں، پھر بھی اگر آپ مطمئن نہیں ہوتے پھر تو مجبوراً اس کو کمیٹی کے پاس جانا ہوگا۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! میں نے سوال بھی پڑھا۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

سید ظفر علی آغا: سوال بھی پڑھا۔ آپ کے سامنے ٹیبل ہے اور میں نے یہاں جو نشاندہی کی ہے جس جس کی میں نے ایک ہی کی ہے۔ یہ پورا ذرا دیکھیں جناب اسپیکر! یہ تقریباً 30, 35 pages کے ہیں۔ اِسکے ایک ایک پیج کو میں نے read کیا ہے اور اس کے جو original ہے وہ میرے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ میں اُس کے ساتھ ٹیلی کرلوں اُس کے لیے مجھے آپ جناب سے آدھا گھنٹے کا یا 20 منٹ کا آپ اگر حکم دے سکتے ہیں تو میں اُس کو ڈیفائن کرسکتا ہوں۔ دوسری بات اور میں اِس کے ساتھ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھنے کے لیے میری ذاتی کوئی چیز تو نہیں ہے یہ تو بلوچستان کی پراپرٹی ہے جو بلوچستان یہاں سے revenue generate کرتا ہے۔ تو لہٰذا اگر ہم اِس کو کمیٹی میں دیکھ لیں کوئی بری بات تو نہیں ہے جناب اسپیکر! اِس کو ہم دیکھ لیتے ہیں تسلی سے ایک ایک چیز ایک ایک پوائنٹ کر لیتے ہیں اگر کوئی چیز اس میں غلط ہے تو منسٹر صاحب سے میں خود personally درخواست کرتا ہوں کہ وہ energetic آدمی ہیں اِس پر غور و فکر کرکے ہمیں concern کرکے ہمارے تحفظات کو دور کرسکتے ہیں سر!

جناب اسپیکر: جی one minute جی منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: محترم جناب اسپیکر صاحب! میں ظفر آغا صاحب بھائی سے یہی گزارش کررہا ہوں میں اور وہ بیٹھتے ہیں جہاں اگر اُن کو مسائل ہیں اُن کو حل کرنے کے لیے ہم تیار ہیں۔ انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: مَیں اگر اِس میں ایک تجویز دوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: اگر وہیں پر بھی میرا بھائی مطمئن نہیں ہوا تو پھر کمیٹی دور نہیں ہے۔ سر!

جناب اسپیکر: بالکل وہ کمیٹی کے پاس definitely پھر جائے گا۔ میری گزارش ہے۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! آپ آنریبل اسپیکر ہیں۔مَیں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں اِس میں کوئی ابہام نہیں ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔میں آپ سے گزارش یہ کرتا ہوں جب چیز کمیٹیوں میں چلی جاتی ہے تو وہاں سے بہتر ہو کے آتی ہے۔تو اِس میں کوئی بری بات تو نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں بری اور اچھی بات کا کوئی تصور نہیں ہے میری گزارش صرف یہ ہے کہ آپ جس پر اعتراض کر رہے ہیں وہ بھی آپ نے نہیں پڑھے ہیں اور آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر کے نہیں لائے ہیں۔کہ for example۔

سید ظفر علی آغا: پھر آپ میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ لائے ہیں؟

سید ظفر علی آغا: یہ کیا بات ہوئی جناب اسپیکر! میں آپ سے on ear کہہ رہا ہوں یہ پوری۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں میرا کہنے کا، آپ سنیں پہلے میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو رپورٹ آپ نے ایس اینڈ جی اے ڈی نے آپ کو دیے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: دوبارہ آپ سنیں آپ نے نہیں سنا۔

جناب اسپیکر: سنیں سنیں۔

سید ظفر علی آغا: جناب سپیکر! اِس میں مَیں نے یہ لکھا ہے ایس اینڈ جی اے ڈی ملازمین اور دیگر ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کے نام مع ولدیت شناختی کارڈ نمبر لوکل ڈومیسائل جائے تعیناتی اور یہ میں نے اُس کو لکھا ہے کیٹگری وائز کیا جائے۔جناب اسپیکر! آپ کے سامنے ہے۔ماشاءاللہ آپ تو یہ دیکھ لیں آپ دیکھیں لوکل ڈومسائل کا کہاں ذکر ہے اِس میں آپ یہ دیکھ لیں کہ CNIC کسی کا ہے کسی کا نہیں ہے۔تو ہم جاتے ہیں کمیٹی میں وہاں سے prepare ہو کے آتے ہیں اور پھر اس کو ٹیبل کر دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ اِس میں دیکھیں name, father name گریڈ ڈومیسائل اور پوسٹنگ جہاں بھی ہے اس میں یہ detail تو ساری دی ہوئی ہے۔

سید ظفر علی آغا: right Sir.

جناب اسپیکر: اب آپ کا صرف ایک نقطہ رہ گیا ہے کہ اِس کے CNIC نمبر نہیں لکھے ہوئے۔

سید ظفر علی آغا: مجھے جو جوابات دیے گئے ہیں جناب اسپیکر! آپ خود دیکھ لیں اِس میں ایسے بہت سارے ہیں جس کے CNIC نمبرز نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: CNIC نمبر کا issue ہے آپ کا؟

سید ظفر علی آغا: نہیں نہیں سر! دیکھیں اِس میں ڈومیسائل نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: اگر کوئی issue ہے تو جناب اسپیکر صاحب! اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھنے کے لیے میں تیار ہوں کیا مسئلہ ہے بیٹھتے ہیں بھائی کے ساتھ جو مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں ہے اگر آپ اس طرح کرتے ہیں اگر آپ اُن سے کہتے ہیں کہ سر! اِس کے اندر جو جو چیزیں آپ کے سوال کے مطابق نہیں آئی ہیں وہ انفارمیشن تو اُس کو اگر ہم دوبارہ منگوالیں تقریباً جو آپ پوائنٹ آؤٹ کردیں۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! ایک آسان سی بات ہے جو میں آپ سے requestion کرتا ہوں آنریبل منسٹر سے بھی request کرتا ہوں۔ مجھے سوال چھ مہینے کے بعد ملا ہے آپ تھوڑا سا اس کو تسلی سے دیکھیں۔ مَیں نے اِس کو پہلے بھی پڑھا تھا کیونکہ اُس دفعہ یہ تو on record کا حصہ ہے منسٹر صاحب نہیں آئے تھے۔ ایک ماہ پہلے کی بات میں کررہا ہوں جب منسٹر صاحب ابھی available ہیں تو میں نے گزارش یہ کی کہ اس میں بہت سی چیزیں skip کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر مَیں ایک اور آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: پیج نمبر بتائیں۔

سید ظفر علی آغا: میں آپ کو پیج نمبر بھی بتاتا ہوں اور وہ بھی بتاتا ہوں۔

جناب اسپیکر: یہ جو ایس اینڈ جی اے ڈی۔

سید ظفر علی آغا: ہاں یہ ہے۔

جناب اسپیکر: پیج نمبر۔

سید ظفر علی آغا: اس میں آپ یہاں آئے سر میں آپ کو کالونی نمبر بتادیتا ہوں۔ وحدت کالونی۔

جناب اسپیکر: پیج نمبر بتائیں؟

سید ظفر علی آغا: پیج نمبر اس میں دیا ہی نہیں ہے تو مسئلے یہی آرہے ہیں، نہ پیج نمبر ہے نہ کچھ ہے۔ اچھا وحدت کالونی میں سیریل نمبر 255 پر آپ آجائیں سر۔

جناب اسپیکر: یہ ایک رپورٹ اس میں تو CNIC نمبر بھی نہیں لکھا ہے۔

سید ظفر علی آغا: یہی مسئلہ ہے سر! میں آپ کو ایک اور چیز بھی بتاتا ہوں اگلے question میں آپ آئیں گے سر! باقاعدہ سیریل چل رہے ہوتے ہیں 127 پر آکر رک جاتے ہیں پھر 225 سے اسٹارٹ ہوجاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ابھی دیکھیں میں آپ کو ایک چیز بتادیتا ہوں میرے سامنے رپورٹ پڑی ہوئی ہے جی او آر کالونی کی۔ پھر آگے وائٹ روڈ کی پڑی ہے رپورٹ اور معصوم شاہ اسٹریٹ کوئٹہ کی ہے۔ کورٹ روڈ کوئٹہ کی ہے۔ بی ایم سی کالونی

کوئٹہ کی ہے یہ ساری رپورٹس تو اُن کی detail کے ساتھ پڑی ہوئی ہیں۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! اس میں میں ایک پوائنٹ آپ کو بتانا چاہتا ہوں 255 سیریل نمبر ہے یہ الاٹ کسی اور کو ہوا ہے رہ کوئی اور رہا ہے وہ جو رہ رہے ہیں وہ بھی نہیں رہ رہے ہیں جناب اسپیکر۔ اُس میں ایک اور بندہ ہے ہم اس کو revisit کرتے ہیں۔ بلوچستان کا مسئلہ ہے بلوچستان یہاں سے revenue generate کرتا ہے۔

جناب اسپیکر: میں آپ کے ساتھ ہوں۔

سید ظفر علی آغا: میں آپ کو یقین دلاتا ہوں میری نیت بالکل صاف ہے۔ اِن چیزوں کو ہم دوبارہ پڑھ لیتے ہیں اس میں کوئی ابہام نہیں ہے ہم واپس آ کے ان چیزوں کو sort out کر سکتے ہیں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: دیکھیں دو تاریخ کو آپ بھی نہیں تھے آپ کے question تھے ٹھیک ہے ناں آج آپ آئے ہیں اگر میں آپ سے یہ گزارش کرلوں آپ کو جن جن points پر اعتراض ہے چاہے وہ CNIC کے حوالے سے ہے چاہیے وہ الاٹمنٹ کے حوالے سے ہے تو وہ اگر آپ point out کر دیں اور منسٹر صاحب کو handover کر دیں اگلے سیشن میں آپ کے وہ پوائنٹ بھی آ جاتے ہیں اگر اُس پر بھی آپ مطمئن نہیں ہوتے ہیں تو پھر میرے خیال میں کمیٹی کے پاس جانا چاہیے۔

سید ظفر علی آغا: میں اس کی آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! آپ محترم ہیں ذرا تھوڑی سی تسلی سے سر! تھوڑی سی آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ یہاں میرے پاس ایسے اسسٹنٹ کمشنرز ہمارے ڈی سیز محترم صاحبان مجھے فون کرتے ہیں کہ آغا صاحب ہماری تنخواہ ڈیڑھ لاکھ یا دو لاکھ یا ایک لاکھ سے کم ہے۔ ہمارے پاس رہنے کی جگہ نہیں ہے ہم یہاں جناح ٹاؤن شہباز ٹاؤن یہاں rent پر گھر لیے ہوئے ہیں۔ ہم انتظار میں ہیں کہ ہمیں کوئی گھر خالی ملے۔ یہاں مسئلہ یہ آ رہا ہے کہ میں نے ایک آپ کو نشاندہی کی ہے۔ میں اس طرح کی آپ کو بہت سی نشاندہی کر سکتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب اسپیکر صاحب! میں یہی اپنے بھائی سے عرض کر رہا ہوں جو مسئلے ہیں ہم آپ بیٹھ کر آپ نشاندہی کریں تو تاریخ کو انشاءاللہ وتعالیٰ۔

سید ظفر علی آغا: نشاندہی کرنا کیا ہوتا ہے؟

جناب اسپیکر: آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: مجھے کوئی define کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: اگر کوئی پیج پیج میں سے غائب ہے یا نہیں ہے تو اُس کو صحیح کرلیں گے۔

جناب اسپیکر: منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: آپ بولتے ہو نمبر 132۔

جناب اسپیکر: مجید بادینی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: جی

جناب اسپیکر: آپ چیئر کو ایڈریس کریں آغا صاحب میری گزارش یہ ہے آپ سے جیسے میں نے پہلے ذکر کیا کہ جن جن نقطوں پر آپ کو اعتراض ہے چاہے وہ CNIC کے حوالے سے ہے چاہے وہ الاٹمنٹ کے حوالے سے چاہے وہ ڈبل الاٹمنٹ کے حوالے سے ہے جو بھی ہیں آپ اُس کو ایک دفعہ اس رپورٹ کو study کریں اُس پر اپنی detailed reservations لکھیں اور اُس کو دوبارہ لے آئیں ہم اِسکو handover کرتے ہیں اگر آپ کو وہ چیزیں نہیں ملتی ہیں پھر آپ کا پوائنٹ بنتا ہے۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! اس کو آج تین دن ہوگئے ہیں اس کو study۔

جناب اسپیکر: آپ خود بھی نہیں تھے تو مسئلہ یہ ہے۔

سید ظفر علی آغا: اسپیکر صاحب! تھوڑی سی سنیں تو صحیح میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ اگر آپ جس طرح فرما رہے ہیں آپ صحیح فرما رہے ہیں۔اب اس کو کمیٹی میں لے جانا۔کمیٹی ہم نے کس چیز کے لیے بنائی ہے؟ اسی لیے بنائی ہے کہ ہم کمیٹی میں اس کو revisit کریں اُس کو checkout کریں کہ مسئلہ ادھر کیا آرہا ہے آپ کمیٹی سے۔۔۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! آپ کیوں ڈر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں آغا صاحب کے تحفظات خود دُور کروں گا۔

سید ظفر علی آغا: یہ آغا صاحب کی کالونی نہیں ہے جس پر آغا صاحب کے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں آغا صاحب کو اللہ پاک نے سب کچھ دیا ہے۔

جناب اسپیکر: سنیں، سنیں تو صحیح ہمیں پتہ ہے کہ آغا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہے وہ اُس کے بارے میں ہم بات نہیں کر رہے ہیں۔ہم کہہ رہے ہیں کہ آغا صاحب کے تحفظات کو جو کہ اِس سوال سے related ہے۔

سید ظفر علی آغا: میرے تحفظات نہیں یہ بلوچستان کے تحفظات ہیں جو یہاں میں نے ایک۔۔۔

جناب اسپیکر: جناب سوال آپ نے ڈالا ہے ناں تو آپ ہی کے تحفظات ہوں گے آپ کے تحفظات کو دُور کرنے کے لیے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں تیار ہوں۔

سید ظفر علی آغا: میں یہ فیصلہ بلوچستان کے عوام پر چھوڑتا ہوں اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں آپ کا شکر گزار رہوں۔

جناب اسپیکر: آپ کا یہ ایشو کمیٹی میں جائے گا اگر پھر بھی آپ مطمئن نہیں ہوتے ہیں میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ منسٹر کہہ رہا ہے کہ جن چیزوں کو اس رپورٹ کے متعلق اپنے خدشات مجھے بتا دیں۔

سید ظفر علی آغا: مجھے منسٹر صاحب بتائیں کہ بلوچستان میں کتنی کالونیاں ہیں ایس اینڈ جی اے ڈی کے انڈر؟

جناب اسپیکر: سر! منسٹر صاحب نے آپ کو بتا دیا ہے۔

سید ظفر علی آغا: .This is my question میرا سوال سیدھا سیدھا یہی ہے کہ جو مجھے دیا گیا ہے یہ proper نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں سر! یہ ویسے آپ کا بنتا نہیں ہے۔

سعید ظفر علی آغا: سر! کیوں نہیں بنتا ہے؟

جناب اسپیکر: چلیں ok ok

سید ظفر علی آغا: سر! آپ اس پر ضمنی کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ترین صاحب کا مائیک آن کر دیں۔

حاجی اصغر علی ترین: آغا صاحب کے جو خدشات ہیں شاید آپ نہیں سمجھ پا رہے ہیں یا وہ نہیں سمجھ پا رہے ہیں سر! دیکھیں بات یہ ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے بات اُن کی صحیح ہے ہمارے پاس بھی لوگ آتے ہیں، سر! کالونیوں میں یہ ہے کہ الاٹ کسی اور کو ہوا ہے رہ کوئی اور رہا ہے، گریڈ کسی اور گھر کا ہے۔

جناب اسپیکر: نام لیں دو بندوں کے۔

جناب اصغر علی ترین: سر! میری بات سنیں۔

جناب اسپیکر: سر! اس طرح تو نہیں ہوگا دیکھیں آپ ایک چیز کو سر! دیکھیے۔

حاجی اصغر علی ترین: سر! مجھے complete کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: میری بات سنیں صرف اس پر آپ ایک .talk of the town بنی ہوئی ہے کہ یہ چیز اس طرح ہوئی ہے۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اب اتنی پوری لسٹ میں سے تین بندوں کے آپ نام لے لیں کہ سر! یہ ہاؤس فلاں کو الاٹ ہوا ہے اور اس کے اندر یہ بندہ رہ رہا ہے۔ پھر آپ کا genuine point ہے یہی چیز میں آغا صاحب کو

بتا رہا ہوں کہ آپ اُس کو لکھ کر لے آئیں۔

حاجی اصغر علی ترین: اسپیکر صاحب! میں اپنا complete کرلوں پھر اُس کے بعد آپ نے جو ریمارکس دینے ہیں پھر آپ کے اختیارات ہیں آپ کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

حاجی اصغر علی ترین: سر! دوسرا یہ ہے کہ نام کسی اور کا ہے رہ کوئی اور رہا ہے گریڈ کسی اور کوارٹر کا اور رہ رہا ہے کسی اور گریڈ کا حقیقتاً اس کالونی میں نہیں تمام بلوچستان کا مسئلہ ہے ابھی سے نہیں ہے آپ جو کہہ رہے ہیں کہ نام لیں۔ اب دیکھیے کہ جی نام یہاں اس فلور لینا پر مناسب نہیں ہے کسی آفیسر کا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آغا صاحب۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ تو بتا سکتے ہیں ناں سنیں یہ تو بتا سکتے ہیں یہ کہ 17 گریڈ کا ہے اور اسمیں رہ رہا ہے گریڈ 10 والا ۔

حاجی اصغر علی ترین: دیکھیں ناں سر! یہ تو ہمیں کمپلیٹ کرنے دیں۔ سر! بات یہ ہے کہ آغا صاحب آپ سے بار بار گزارش کررہے ہیں کہ کمیٹی میں بھیجیں، سر! یہ ہر ممبر کا حق ہے اگر کوئی منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں ناں آپ میرے آفس میں آجائیں میں آپ کو سمجھا دوں گا وہاں کرلیں گے، تو یہ کام جو ہے یہ اسمبلی کی ٹیبل ہونے سے پہلے کیا جاتا ہے اگر مثال یہ جو question جو آیا ہے اگر مجید بادینی صاحب اِس فلور سے پہلے آغا صاحب کو بلا لیتے بیٹھ لیتے کہ آجائیں اس question پر میں آپ کو مطمئن کرتا ہوں یہ جواب ہے اسی پر اسمبلی فلور پر سوال آیا، آغا صاحب کے تحفظات ہیں اور اگر وزیر صاحب کہتے ہیں اس کے بعد میرے آفس آنا ہے چیمبر میں آنا ہے میں مطمئن کروں گا یہ میرے خیال سے اس ہاؤس کی بے توقیری ہے ہم نے کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں اس ہاؤس سے کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں، کمیٹیاں اسی کام کے لیے اگر کسی معاملے میں اپوزیشن یا کوئی ممبر اگلے ممبر پر مطمئن نہ ہو تو وہ کمیٹی کے حوالے ہوتا ہے اور کمیٹی کی رپورٹ پھر اسمبلی میں ٹیبل ہوتی ہے اس میں کوئی مشکل نہیں ہے اگر کمیٹی میں چلا جائے تو کیا فرق پڑتا ہے سر۔

جناب اسپیکر: مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

حاجی اصغر علی ترین: اسی پر تو ایک گھنٹہ سے بحث ہو رہی ہے سر۔

جناب اسپیکر: سنیں ظاہر ہے یہ ہاؤس اسی لیے بنا ہے اس پر آپ بحث کریں تو کمیٹی کے پاس جائے گا۔ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں میں ان کو یہ جو پوائنٹ اُٹھائیں گے۔۔۔

حاجی اصغر علی ترین: وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھ سے باہر چیمبر میں ملیں منسٹر صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں۔ جواب نہیں دے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ اگلے سیشن میں لے آئیں تقریباً اُن کے تقریباً یہ تحفظات ہیں دُور نہیں ہوئے ہیں لہٰذا کمیٹی

کے حوالے کیا جائے ہم کمیٹی کے حوالے کر دیں گے۔

حاجی اصغر علی ترین: کمیٹی میں جانا کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ہو جائے گا ہو جائے گا تقریباً منسٹر صاحب! آپ اس طرح کریں کہ اگر یہ آپ سے رابطہ نہیں کرتے ہیں آپ نے خود رابطہ کرنا ہے، آپ نے جانا ہے اُن کے پاس، اُن کے پوائنٹ کو آپ نے address کرنا ہے اگر نہیں ہوتا ہے یہ جو اگلا سیشن ہوگا اُس میں اگر وہ مطمئن نہ ہوں تو یہ جائے گا کمیٹی کے پاس، میں نے آپ کے facilitation کے لیے کہا ہے۔نہیں اِس طرح تو نہیں ہوگا جس طرح آپ نے point اٹھایا ہے۔سئیں نہیں نہیں آغا صاحب!مَیں یہ آپ پر، آغا صاحب سئیں مَیں یہاں Custodian of the House بیٹھا ہوا ہوں مَیں یہاں فرمائشوں پر۔مَیں فرمائش پر کسی کو کمیٹی کے حوالے نہیں کر سکتا ہوں اور نہ مَیں کروں گا۔

سیّد ظفر علی آغا: یہ فرمائش نہیں ہے جناب اسپیکر۔ آپ نے مجھے اُتنا بھی سننا ہے اور اُتنا ہی concerned minister کو سننا ہے۔

جناب اسپیکر: سئیں میری بات مَیں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ نے کسی کا نام لیا ہے نہ آپ نے کسی ہاؤس کا ذکر کیا ہے نہ آپ نے کسی آفیسر کے گریڈ کا ذکر کیا ہے۔

سید ظفر علی آغا: یہ مناسب ہے کہ مَیں نام لوں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ یہ کہیں کہ سریہ 16 کا ہے۔اور اسمیں 18 والا رہ رہا ہے۔یا 18 کا ہے، اسمیں 10 والا رہ رہا ہے۔

سید ظفر علی آغا: یہ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں، پھر میں بسم اللہ پڑھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تو آپ کا سوال کیا ہے پھر۔

سید ظفر علی آغا: میرا سوال آپ سے simple یہ ہے۔میں یہ سوال دوبارہ پڑھ لیتا ہوں۔نہ اِس میں لوکل ڈومیسائل کا ذکر ہے۔وہ خانہ بالکل دیا ہی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: اگلے سیشن میں جائے گا اُس میں اگر اُن کے تحفظات دُور نہ ہوئے تو پھر یہ کمیٹی کے پاس جائے گا۔ dispose-off کرتے ہیں اِس کو مہربانی۔

سید ظفر علی آغا: آپ dispose-off کر رہے ہیں ٹھیک ہے اچھی بات ہے کرلیں، کرلیں۔

جناب اسپیکر: سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 125 دریافت فرمائیں۔

سید ظفر علی آغا: سوال نمبر 125

جناب اسپیکر: جی concerned minister please

میر لیاقت علی لہڑی: جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب اسپیکر: جی جی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

☆**125 سید ظفر علی آغا، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 26 ستمبر 2024ء۔

کیا وزیر ملاز متہائے عمومی نظم ونسق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ملاز متہائے عمومی نظم ونسق صوبہ بھر میں کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کا تبادلہ کرتے ہیں نیز اگر مذکورہ آفیسران کی تعداد کم ہو تو دیگر کیٹگری سے کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کا تبادلہ کرتے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا تمام تبادلہ شدہ، آفیسران کے نام مع ولدیت، لوکل شناختی کارڈ نمبر گریڈ وائز کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر ملاز متہائے عمومی نظم ونسق: جواب موصول ہونے کی تاریخ 11 اکتوبر 2024ء۔

متعلقہ شعبے سے تعلق رکھنے والے بلوچستان سول سروس اور پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس کے آفیسران کو بطور ڈپٹی کمشنر بلوچستان کے چھتیس (36) اضلاع میں تعینات ہیں۔ مزید براں دیگر کیٹگری کے نہ آفیسران ڈپٹی کمشنر کی اسامیوں پر تعینات کرتے اور نہ ہی کرینگے صرف اور صرف بلوچستان سول سروس کے گریڈ 17 کے آفیسران کی کمی کی وجہ سے تحصیلدار گریڈ 16 کے آفیسران بطور اسسٹنٹ کمشنر تعینات ہیں جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

فہرست نمبر	نام	گریڈ	عہدہ جائے تعیناتی
1	جناب شہک حیات بلوچ	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر قلعہ عبداللہ
2	جناب علی گل	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر منگوچر ضلع قلات
3	جناب محمد ندیم اکرم	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر نال ضلع خضدار
4	جناب پریم کمار	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر اورناچ خضدار
5	جناب محمد اکرام	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر مستونگ
6	جناب خسرو لاوری	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر کردگاپ ضلع مستونگ
7	جناب عمران زیب	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر گدر ضلع سوراب
8	جناب مجیب الرحمٰن	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر آواران
9	جناب امام بخش	(تحصیلدار / گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر جھاؤ ضلع آواران

10	جناب لیاقت جتوئی	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنرلہڑی ضلع سبی
11	جناب عبدالفتح خان	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر کاہان ضلع کوہلو
12	جناب شیر شاہ	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنرسنجاوی ضلع زیارت
13	جناب خادم حسین	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنرچھترضلع نصیر آباد
14	جناب قاضی پرویز	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنرڈھاڈر ضلع کچھی
15	جناب نوید بلوچ	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر بھاگ ضلع کچھی
16	جناب سیف الدین	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنرصحبت پور
17	جناب شیر زمان	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنرگوادر
18	جناب احمد زیب خالق	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر ماشکیل ضلع واشک
19	جناب خدائیداد	(تحصیلدار/گریڈ۔16)	ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنرواشک

جناب اسپیکر: جی آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر صاحب! یہاں سوال نمبر 125 کا، کہ ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کا تبادلہ کرتے ہیں نیز مذکررہ آفیسروں کی تعداد کم ہوتو دیگر کیٹگری سے کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کا تبادلہ کرتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا تمام تبادلہ شدہ آفیسران کے نام دیئے جائیں۔ یہ مُجھے نام دیئے گئے ہیں ذرا سنیں، 19 نام دیئے ہیں ٹھیک ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی، جی بالکل۔

سید ظفر علی آغا: یہ تحصیلدار گریڈ کے ہیں۔

جناب اسپیکر: بالکل۔

سید ظفر علی آغا: اور اِن کو ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر کے چارج دیئے گئے ہیں یعنی دو چارج دیئے گئے ہیں۔ ہمارا قانون کیا کہتا ہے جناب اسپیکر! کہ ہم اسسٹنٹ کمشنر کو ایکٹنگ چارج کا، کب تک، اُس کا ٹائم لمٹ کتنا ہوتا ہے؟ مَیں یہ گزارش آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: concerned minister please. ok.

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: سَر! مجبوری یہ ہے کہ بلوچستان میں 17 گریڈ کے آفیسرز کی کمی کی

وجہ سے ACs نہیں ہیں۔ اِسی لئے مجبوری ہے ہماری کہ جو تحصیلدار ہیں، جو 16 گریڈ والے ہیں اِن کو وہ چارج مجبوری کے تحت دیا جارہا ہے۔ ابھی جو انشاءاللہ جو نئے لڑکے آرہے ہیں۔

جناب اسپیکر: آفیسرز کی shortage کی وجہ سے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! کا مائیک آن کردیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): یہ بڑا اچھا سوال ہے اِن کا آغا صاحب کی گزارش یہ ہے کہ پچھلی گورنمنٹ، جام صاحب کی گورنمنٹ میں نائب تحصیلدار کی اسامیاں آئی تھیں جو کہ اِسکے بورڈ آف ریونیوں کے purview میں آتی ہیں۔ 16 سے اُوپر کے جتنے بھی گریڈ کی ہیں وہ تھرو پبلک سروس کمیشن ہوتی ہیں۔ ایک سے لیکر 15 تک ڈیپارٹمنٹ اِسکو ریکروٹمنٹ کرتا ہے یا اسکا سارا process کرتا ہے۔ تو یہ اُٹھا کے اسامیاں چیف منسٹر کے آرڈر سے ہیں، کیبنٹ کے بھی اسمیں نہیں ہیں۔ اسمبلی سے بھی نہیں ہیں کہیں سے بھی نہیں ہیں صرف چیف منسٹر اُس نے سمری move کی concerned minister نے کہ جی یہ پبلک سروس کمیشن کو بھیجے جائیں اور اُس پر CM نے آرڈر کردیا اور وہ اسامیاں چلی گئی ہیں پبلک سروس کمیشن میں۔ اب پبلک سروس کمیشن کی پوزیشن یہ ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ پچھلی گورنمنٹ میں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی پچھلی جام صاحب کی گورنمنٹ میں، مَیں بھی اُس کا حصہ تھا۔

جناب اسپیکر: ok.ok.

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: تو اب پبلک سروس کمیشن کی پوزیشن یہ ہے کہ اُس کے پاس اسامیاں تو چلی جاتی ہیں لیکن اُس کو سالوں سال لگتے ہیں۔ مہینے نہیں سالوں سال لگتے ہیں پھر امتحان کنڈکٹ ہوتا ہے۔ جو بھی میرے کہنے کا یہاں مقصد یہ ہے کہ آغا صاحب نے بڑا اچھا point raise کیا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ جو صوبائی حکومت جس کو گورنمنٹ کہتے ہیں۔ گورنمنٹ کے purview میں آتے ہیں وہ گورنمنٹ اُن کی جیسے کہ کلاس فورکی کررہے ہیں ایک گریڈ کی پانچ گریڈ کی، چھ گریڈ کی، اِسی طریقے سے پندرہ گریڈ تک قانوناً اجازت ہے گورنمنٹ کو، متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ آغا صاحب اور concerned minister کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس ایوان سے میری گزارش ہے کہ اگر ہم ایماندار، ہر بے ایمانی صرف اور صرف منسٹروں پر آگئی ہے، پھر تو یہ ملک چل ہی نہیں سکتا۔ ایمانداری اور بے ایمانی کا پیمانہ یہ نہ بنے کہ جی یہاں کرپشن ہوتی ہے اور پبلک سروس کمیشن مطاف میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ تو کوئی نہیں۔ یہی جو سیکرٹری ہمارے پاس serve کر کے گئے ہیں وہی سیکرٹری جا کے ابھی وہاں ممبر لگے ہیں۔ اگر وہ honest

تھے تو یہاں بھی ہونا چاہیے اُن کو honest اور اگر dishonests تھے تو پھر وہاں بھی وہ dishonesty کریں گے۔ تو میری عرض یہ ہے کہ یہ مجبوراً، اور یہ تھوڑی سی میں وضاحت کردوں آغا صاحب کو کہ یہ dual-charge نہیں ہے۔ گریڈ اسکا لکھا ہوا ہے تحصیلدار ہے لیکن اسکو اسسٹنٹ کمشنر کی پوسٹ پر بھیجا گیا ہے ایک چارج ہے اُسکے پاس۔

جناب اسپیکر: ہاں 16 سے 17 پر گیا تھا۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: yes. کیونکہ آپ کے پاس ابھی یہی آپ کے جو اسسٹنٹ کمشنر کی ریکروٹمنٹ ہے وہ بھی پبلک سروس کمیشن کرتا ہے۔ ابھی تک آپ دیکھیں اُس کی کہ کتنی اس وقت وہاں پوسٹیں ابھی تک pending پڑی ہوئی ہیں۔ اور یہ جواب جو آغا صاحب نے پوچھا ہے دیکھیں یہ مَیں بتاؤں گا اُن کی خدمت میں۔ مثال کے طور پر جناب شہک حیات بلوچ، تحصیلدار گریڈ 16۔ ایکٹنگ اسسٹنٹ کمشنر قلعہ عبداللہ، ایک AC کی پوسٹ ہوتی ہے 17 گریڈ کی۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: تو ایک گریڈ تک آپ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں آپ اُسکو اِن شارٹیج کی وجہ سے، اِسی طریقے سے میرے ڈیپارٹمنٹ میں C&W میں SDO ہے، ہمارے پاس XEN کی شارٹیج ہے تو ایک گریڈ تک گورنمنٹ کو اجازت ہے کہ وہ اگلے میں، اگلے گریڈ کی پوسٹ ہولڈ کریں۔ تو یہ جو آغا صاحب کو جواب دیا گیا ہے ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے اس میں تفصیلاً گریڈ لکھے ہوئے 16۔ چونکہ AC، اسسٹنٹ کمشنر 17 گریڈ کا ہوتا ہے۔ تو وہ تحصیلدار اور AC دونوں نہیں ہیں۔ وہ صرف اسسٹنٹ کمشنر ہے۔ تحصیلدار کوئی اور ہے۔ تو وہ جو موسٹ سینئر ہوتے ہیں اُنکو اگلے گریڈ میں چارج دیا جاتا ہے۔ اب تو اَلحمدُ للہ پچھلے دنوں پرائم منسٹر صاحب آئے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ باقی صوبوں سے اِدھر بھیجیں گے AC, بھی DC بھی ASP بھی SP بھی۔ تو وہ بھی اور میری گزارش یہ ہوگی ایوان سے میرے سارے معزز اراکین سے کہ اگر یہ ڈیپارٹمنٹ کے پاس نائب تحصیلدار ہیں، اگر آجاتے ہیں تو ڈیپارٹمنٹ کے پاس capacity ہے کہ 45 دِن میں، زیادہ سے زیادہ 60 دِن maximum نوے 90 دِن میں یہ بھرتیاں کرکے اُن کو ہم ٹریننگ پر بھیج سکتے ہیں پوسٹنگ دے سکتے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے جی۔

جناب اسپیکر: آپ کا مقصد یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی بجائے ڈیپارٹمنٹ کو دیا جائے۔ جی زابد علی ریکی صاحب کا مائیک آن کردیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب سردار عبدالرحمٰن صاحب نے بہت اچھا پوائنٹ پر بات کی۔ جناب اسپیکر صاحب! پبلک سروس کمیشن میں ہمارے نائب تحصیلدار اور یہ پوسٹیں دینا سَر! یہ ناجائز ہے ظلم ہے۔ جب ڈیپارٹمنٹ موجود ہے۔ ہمارے منسٹر گیلو صاحب بیٹھے ہیں۔ گیلو صاحب! ہم بالکل سروس کمیشن کی ہم حمایت نہیں کرتے ہیں۔ ہم اِس کے خلاف

ایک قرارداد لائیں گے جناب اسپیکر صاحب اگلے سیشن میں کہ پبلک سروس کمیشن کے جتنی ہمارے نائب تحصیلدار کی پوسٹیں ہیں براہِ مہربانی اس کوڈیپارٹمنٹ کے حوالے کیا جائے۔

جناب اسپیکر: ok۔

میرزابدعلی ریکی: وہ جلد بھی ہوجائیں گےاور بلوچستان میں ابھی پبلک سروس کمیشن کی سَر !اگر یہ ہوجائیں یہ سال دو سال تین سال اورلگ جائیں گےاور آرڈرز نہیں ہوجائیں گے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: یعنی آپ کے کہنے کا مقصد یہ شارٹیج رہے گی؟

جناب زابدعلی ریکی: یہ رہیں گی سَر !مَیں کہتا ہوں ہم اپوزیشن والے تمام اِس کے لئے قرارداد لائیں گے۔اور منسٹر صاحب آپ ہمیں یقین دہانی کرائیں اِس کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب کا مائیک آن کردیں۔

ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے مَیں دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ پچھلے کوہلی صاحب سے لیکر موجودہ چیئرمین تک پبلک سروس کمیشن میرٹ پر جارہا ہے۔کوہلی صاحب کے بھی پانچ سال میرٹ پر تھے۔یہ بھی، ابھی اُس کا ایک امتحان تھا کہ اب کیا ہوگا یقیناً جو بچے ابھی اسسٹنٹ کمشنر لگے ہیں، جو ڈی ایس پی لگے ہیں، جو سیکشن آفیسر لگے ہیں، جو میرے علاقے کے ہیں،مَیں ایمانداری سے کہتا ہوں اسپیکر صاحب! وہ صرف اور صرف غریب کے بچے ہیں جو میرٹ پر لگے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں پبلک سروس کمیشن کے اختیارات کو کم نہیں کریں اُس کو مزید strengthen کریں۔دیکھیں دُنیا میں بغیر میرٹ سے سماج آگے نہیں جاتے۔سماج کو آگے جانے کے لئے میرٹ بہت ضروری ہے۔آپ تمام دوستوں کی observations اپنی جگہ پر ہیں لیکن مَیں کہتا ہوں اِس دفعہ سر! جتنے بھی بچے نکلے ہیں، زیادہ تر پڑھے لکھے غریب کے بچے ہیں۔کم ازکم مَیں اپنے ڈسٹرکٹ کے،مکران کے تمام لوگوں کا وہ بتا سکتا ہوں کہ جس میں، اور یہاں ریٹ کسی نے کہا پانچ کروڑ چل رہا ہے۔کسی نے کہا دس کروڑ چل رہا ہے۔لیکن ایک بھی ثابت نہیں کرسکتا میر صاحب! آپ لوگوں کی خیر گورنمنٹ کی prerogative ہے جو بھی کریگا لیکن مَیں ذاتی صورت میں کہتا ہوں کہ ہمیں اس وقت بلوچستان میں میرٹ کو تقویت دینی چاہیے۔

جناب اسپیکر: thank you جی سردار عبدالرحمٰن صاحب! جی اِن کا مائیک آن کردیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔مَیرے کہنے کا ہرگز مقصد یہ نہیں ہے کہ پبلک سروس کمیشن بے ایمان ہے یا ایماندار ہے۔ناں مَیں اُس کو کوئی سرٹیفکیٹ دینے والا۔بات یہ ہے کہ جو اُس کے اختیارات ہیں ہم تو اُس سے واپس نہیں کررہے ہیں۔یہ قانون بنا ہوا ہے کہ 16 گریڈ یا اُس سے اُوپر پبلک سروس کمیشن کے پاس جاتا ہے۔

اور اب مَیں بھرتیاں کر رہا ہوں اِنشاء اللہ آئندہ چند دِنوں میں پانچ ،سات سو آدمی بھرتی ہوں گے۔مَیں اِس ایوان میں چیلنج پر کہتا ہوں اللہ کو حاضر و ناظر کر کے چیلنج پر کہتا ہوں کہ ایک روپے کی بھی کہیں پر کرپشن ثابت ہوگئی میرا اپنے اللہ کے ساتھ بھی قول ہے اِس ایوان کے سامنے اِدھر کھڑے ہو کے resign کر جاؤں گا۔ دیکھیں! آپ Custodian of the House ہیں ۔ہم سب اسوقت اِس ہاؤس میں آتے ہیں۔آپ کے انڈر آجاتے ہیں۔ہم آپ سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ honesty اور dishonesty کا سرٹیفکیٹ کسی کو اختیار نہیں ہے نہ کسی کو دینا چاہیے کہ فلاں ڈیپارٹمنٹ میرٹ نہیں کرتا اور فلاں ادارہ میرٹ کرتا ہے۔پاکستان میں اگر میرٹ اور ڈِس میرٹ پر جائیں گے ناں تو پھر ہمیں بہت ساری چیزوں کے لئے آگے آنا پڑے گا کہ فلاں جگہ پر کیا ہوا ہے اور اُدھر کیا میرٹ ہے اور فلاں جگہ۔مَیں اُن چیزوں میں نہیں جانا چاہتا۔جیسے زابد ریکی صاحب نے کہا مَیں کہہ رہا ہوں کہ جو ڈیپارٹمنٹ کے purview میں ہے وہ ڈیپارٹمنٹ کرے۔اب کل اگر ایک کلاس فور کی، کہ جی PHE کے منسٹر سے لیکر نیچے تک سب بے ایمان ہیں لہٰذا یہ جو کلاس فور کی ہے، یہ بھی پبلک سروس کمیشن کے سپرد کی جائیں۔تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک before time،ابھی جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا جی باتیں ہوئیں کہ پانچ کروڑ، دس کروڑ، اُن کے حلقے میں مَیں نے بھی دیکھا ہے دس یا بارہ آدمی اسسٹنٹ کمشنرز وغیرہ آئے ہوئے ہیں۔تو یہ footpath کی باتیں ہیں اب مجھے پرسوں ایک مَیں گھر میں بیٹھا ہوں سَر! ترین کے، یہ کوئی ترین ہیں لورالائی سے، وہ فون کر رہا ہے۔مُجھے کہتا ہے اچھا! PHE کے آڈرز ہوگئے ہیں؟مَیں نے کہا بھائی جان ابھی تک تو نہیں ہوئے ہیں۔نہیں آپ نے طور اُوتمانخیل پر کتنے میں بیچ دیں؟مَیں نے کہا کہ آپ نے اگر خریدنی ہے تو آجاؤ مَیں آپ کے ساتھ سودا کرتا ہوں۔تو یہ باتیں دیکھیں footpath کی بات پر ہمیں نہیں جانا چاہئے۔ہوگا کالی بھیڑیں ہر جگہ ہیں۔پبلک سروس کمیشن کی بات جہاں تک ہوتی ہے مَیں اُس کا victime ہوں۔مَیں نے تحصیلداری کا امتحان پاس کیا۔مجھ سے پیسے مانگے گئے میرے والد نے انکار کیا۔میرے آرڈر نہیں ہوئے دوسرے کے ہوگئے۔میں نے DSP کا امتحان کوالیفائی کیا۔مُجھ سے پیسے مانگے گئے۔اب اللہ اُن کو جنت نصیب کرے وہ اُسوقت ہے ہی نہیں۔مَیں 80s ء کی بات کر رہا ہوں مجھ سے پیسے مانگے گئے ایک دفعہ، پچاس ہزار مانگے گئے، پھر اَسی ہزار۔اور یہ پبلک سروس کمیشن میں اگر آپ دو پیریڈ پیچھے جائیں تو کیا نہیں ہوا ہے؟یا آج بھی پیپرز وغیرہ اِن چیزوں میں ہم پڑنا نہیں چاہتے ہیں۔ہم کسی کو honest یا dishonest۔ہم کہتے ہیں کہ جو ڈیپارٹمنٹ کا اختیار ہے ڈیپارٹمنٹ کو ملنا چاہیے ،جو پبلک سروس کمیشن کا ہے اُس کو ملنا چاہیے۔جو فیڈرل پبلک سروس کمیشن کا ہے اُس کو ملنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: آپ کہنا یہ چاہ رہے تھے کہ یعنی پبلک سروس کمیشن پر یہ burden زیادہ اس لئے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی بالکل burden بھی ہے اور اختیارات اِس کے۔۔۔

جناب اسپیکر: جی۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی اصغر صاحب کا مائیک آن کر دیں۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! یہ نہیں ہے نہ ایمانداری کی بات ہے اور نہ بے ایمانی کی بات ہے آغا صاحب نے سوال کیا ہے اور بڑا اچھا سوال کیا ہے دیکھیں جی کہ اگر آپ کے پاس آفیسرز کی شارٹیج ہے اور آپ کو مجبوراً تحصیلدار کو AC کا چارج دینا پڑتا ہے۔ اِس کو دیکھتے ہوئے لوگ کورٹ میں بھی جاتے ہیں stay بھی لیتے ہیں کہ یہ چھوٹا اسکیل کا ہے اس کو بڑے اسکیل پر بٹھایا گیا ہے۔ یہ تحصیلدار ہے اس کو AC کا چارج دیا گیا ہے AC کو DC کا چارج دیا گیا ہے اور جناب اسپیکر صاحب! ایک سوال تو بنتا ہے اسمبلی کا کہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے کتنی اسامیاں اِن کو دی ہیں اور کتنی بھرتیاں ہو چکی ہیں پبلک سروس کمیشن کو گورنمنٹ آف بلوچستان نے کتنی اسامیاں دی ہیں کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور انہوں نے کتنی بھرتیاں کی ہیں ایک لمبی لسٹ پڑی ہوئی ہے vacancies کی مگر جو بھرتیاں ہو رہی ہیں اس کی اتنے delay ہیں کہ اس کے effects آگے گورنمنٹ کو کرایا۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! آئین میں لکھا ہوا ہے یہ حکومت کا اختیار ہے، ڈاکٹر صاحب کی بات بجائے transparent fair and free یہ ہونا چاہیے اس میں کسی کا حق نہیں مارنا چاہیے۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! جو ممبرز حضرات وہاں بیٹھے ہیں وہ بھی یہی بیوروکریسی کا حصہ ہی رہے ہیں۔ سارے بلوچستان سے تقریباً ہیں۔ کہیں نہ کہیں کوئی ریٹائر ہو گیا ہے کوئی کیا ہے، باہر سے کوئی بھی نہیں آیا ہے۔ سارے ہمارے اپنے ہی لوگ ہیں۔ تو یہاں بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ بڑے بڑے ڈیپارٹمنٹس میں فائز رہے ہیں۔ اُس کا نہیں، لیکن constitution میں ایک اختیار گورنمنٹ آف بلوچستان کو دیا گیا ہے جو کہ بدقسمتی سے سلیم کھوسہ صاحب نے، جام صاحب کی گورنمنٹ نے وہ اختیارات اُٹھا کے انہوں نے پبلک سروس کمیشن کو دیے، بھرتی کرے پبلک سروس کمیشن گریڈ 16 ہے، 17 ہے، وہ کرے۔

جناب اسپیکر: thank you

حاجی اصغر علی ترین: ایک منٹ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

حاجی اصغر علی ترین: میرا ایک سوال ہے آپ سے کہ کیا آپ as a Speaker اپنے اختیار اِ مجھے دیں گے؟ نہیں دیں گے ناں۔

جناب اسپیکر: آگے چلیں۔

حاجی اصغرعلی ترین: دیکھیں اِس طرح کون اپنے اختیارات دے گا۔اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر burden نہ ہو اُس پر فوراً فوراً بھرتیاں ہوتی جا رہی ہوں اور vacancies خالی ہوں پھر تو ٹھیک ہے۔ایک طویل لائن کھڑی ہوئی ہے پبلک سروس کمیشن اس کو کرے گا۔جناب اسپیکر صاحب!اسمیں گورنمنٹ کو بیٹھنا چاہیے،سوچنا چاہیے بلکہ پبلک سروس کمیشن سے بات ہونی چاہئے۔

جناب اسپیکر: منسٹر ریونیو کی رائے لیتے ہیں۔

حاجی اصغرعلی ترین: جی جی۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر ریونیو کا مائیک آن کر دیں۔جی۔

میر محمد عاصم کرد گیلو(وزیر مال): شکریہ اسپیکر صاحب!یہ جو ظفر آغا صاحب نے اپنے question میں raise کیا تھا،جس پر شاید یہ حقیقت ہے کہ گریڈ ایک سے پندرہ تک جو پوسٹیں وہ کرتے ہیں ڈیپارٹمنٹ کا۔آپ دیکھئے ڈاکٹر مالک کی بات بجا ہے۔ایک سے پندرہ تک جام کمال کے والد کے دَور میں کہ تقریباً پچاس سے زائد نائب تحصیلدار بھرتی ہوئے تھے۔آپ کو بھی اِسکا علم ہے اور آپ اسکا مشاہدہ کریں کہ کسی ایک سے ایک ٹیڈی پیسہ تک نہیں لیا گیا۔سارے صاف ستھرے ہوئے ہیں۔آپ اس کا جائزہ لے سکتے ہیں۔وہ لوگ زندہ ہیں ابھی بھی DC،AC کی پوسٹوں پر ہیں اُن سے آپ پوچھ سکتے ہیں۔دوسری بات اسپیکر صاحب!دیکھئے ابھی پٹواریوں کی پوسٹیں بھی پبلک سروس کمیشن میں گئی ہیں۔لوگ جا کر ہائی کورٹ میں writ کیا ہے،ہائی کورٹ نے stay کیا ہے۔ابھی آپ دیکھیں تقریباً تین سال سے،ٹھیک ہے پبلک سروس کمیشن بھی ہمارا ہے،اِتنا اُس پر burden ہے کہ تین سال سے ابھی تک کوئی اسامی پُر نہیں ہوئی ہے۔نہ تحصیلدار ہوا ہے نہ نائب تحصیلدار ہوا ہے نہ پٹواری ہوا ہے۔ابھی ہمارے تقریباً 16 کے قریب تحصیلدار ا یکٹنگ چارج پر ہیں۔مَیں ایس اینڈ جی اے ڈی گیا ہوں کہ بھئی ہمارے تحصیلداروں کو آپ لوگوں نے AC کیوں لگایا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے AC پاس نہیں ہیں ہم مجبوراً اِن کو لگا رہے ہیں۔بھئی!آپ لوگ اپنی vacancies کو پُر کریں۔ 17 کے پُر کر کے پبلک سروس کمیشن کا اختیار ہے۔آپ جو ایک سے پندرہ تک جو آئینی طور پر ڈیپارٹمنٹ کو دیے گئے اختیارات وہ اُن کو چھوڑیں۔پٹواری ابھی سات گریڈ کا ہے،چھ گریڈ کا،اُس کو بھی پبلک سروس کمیشن اور تین سال سے پٹواری ڈیپارٹمنٹ میں ہے نہیں۔وہ اُدھر بیٹھے ہیں کہ ہم کب بھرتی ہوں گے۔پہلے اپنے CM سے بھی بات کی ہے۔پچھلی دفعہ کیا ہے اور کمیٹی میں بھی بات کی تھی اور اُنہوں نے کہا تھا میں کر دوں گا۔ابھی سی ایم صاحب آ جائیں تو ہم اُن سے بات کرتے ہیں۔thank you

جناب اسپیکر: thank you ۔جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: یہ جو سوالات آئے ہوئے ہیں، اسمیں میں کو ایک چیز بتا دوں یہ جو شہک بلوچ صاحب ہیں یہ تو ابھی DC لگے ہوئے ہیں۔ اُس وقت کہتے ہیں کہ یہ ایکٹنگ ہے۔ بہت پرانی باتیں ہیں جو ہم لوگ ابھی اُٹھاتے ہیں۔ ہماری جو کارکردگی ہے یا ہمارے جو question answers بہت late آتے ہیں۔ اور پتہ بھی نہیں ہوتا ہے کہ یہ لوگ کب سے کدھر لگے ہوئے ہیں۔ باقاعدہ صرف تحصیلدار کی پوسٹوں کی، یا نائب تحصیلدار کی پوسٹوں کی 2012 ء سے مَیں خود ریونیو منسٹر تھا اس وقت سے ابھی تک ایک نائب تحصیلدار نہیں لگا ہوا ہے۔ تین سال ہو گئے ہیں پبلک سروس کمیشن کو ملی ہوئی ہیں ٹھیک ہے۔ اُس سے پہلے کیا نااہلی تھی کیوں نہیں ہم لوگ لگا سکتے تھے؟ اِسمیں کیٹگری وائز آپ انکو تقسیم کرلیں، کچھ ایسی appointments ہوتی ہیں جو انٹرویو اور ٹیسٹ ہوتے ہیں جو بہت اہم ہوتے ہیں۔ لوگوں کی نظریں اس کی طرف ہوتی ہیں۔ چاہے وہ سی اینڈ ڈبلیو ہے۔ چاہے وہ ریونیو میں ہوں۔ چاہے وہ اریگیشن میں ہوں۔ چاہے کوئی اور ڈیپارٹمنٹ میں ہوں اُن کو لوگ دیکھتے ہیں کہ اسمیں کتنے صاف اور شفاف ہوتے ہیں۔ اور کتنی اُسمیں دھاندلی ہوتی ہے۔ پھر مَیں اِس چیز پر حیران ہوں پبلک سروس کمیشن کے تھرو، مَیں آپ کو ایک چیز بتا دوں، اِس کو تسلیم کرنا چاہئے کہ اسمیں میرٹ ہے، ایک حد تک ہے۔ ٹھیک ہے سفارش آپ دیکھ لیں جو بھی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر آپ بلوچستان کو نہیں لیتے، آپ دنیا کے دوسرے ملکوں کو لے لیں۔ یورپ میں بھی اِتنا ہوتا ہے کہ ایک اپنا نزدیک بندے کو کوئی نہ کوئی ایڈجسٹ کرتا ہے۔ لیکن مَیں آپ 90% تک کہہ دوں کہ پبلک سروس کمیشن میں میرٹ ہوتی ہے بلکہ ٹھیک ہے، پانچ پرسنٹ میں پیسے کسی نے مانگے ہوں سائیڈ پر مانگے ہوں۔ پیپرز کوئی آج تک بتا دیں۔ اِس پبلک سروس کمیشن نے مَیں نے زور لگایا مَیں کسی پیپر کو ٹریس نہیں کرسکتا ہوں کہ اسمیں سفارش کرتا ہوں کہ ایک پیپر تک کرلوں۔ پیپر تو جب کوئی امیدا سکو کلیئر کرتا ہے تو پھر انٹرویو میں تو ٹھیک ہے پھر بھی سفارش چلتی ہے۔ لیکن کوئی بتا دیں گارنٹی سے کہیں ایک پیپر کسی نے ٹریس کیا ہو چاہے کسی بھی ڈیپارٹمنٹ سے ہو؟ یہ اُن کی بات ہوئی۔ دوسری بات مَیں سمجھتا نہیں ہوں کہ ٹریژری بینچز کے منسٹرز لوگ بھی کہتے ہیں۔ اور اپوزیشن والے بھی کہتے ہیں کہ یہ اختیار اُن سے لیا جائے۔ اِس کو اختیار دیا ہے کس نے؟ منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں یہ تو آپ لوگوں نے اختیار دیا ہوا ہے۔ آپ کل کیبنٹ کی میٹنگ منگوا لیں۔ آپ سی ایم صاحب سے کہہ دیں، اِدھر کیوں بات کرتے ہیں ہمارے سامنے؟ آپ کل کینسل کرلیں ہم کون ہوتے ہیں۔ ہم میں سے نہ اسپیکر صاحب آپ دے سکتے ہیں نہ مَیں دے سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: یہ کیبنٹ کا اختیار ہے۔ کیبنٹ جو فیصلہ کرے وہ پبلک سروس کمیشن کو دیتی ہے وہ ریونیو کو دیتی ہے۔ وہ پی ایچ اِی کو دیتی ہے۔ جس کو اختیارات دیتی ہے وہ آپ لوگ دے دیں۔ آپ لوگ فلور پر اُٹھ کے کہتے ہیں

کہ جی ہم اِسکی مخالفت کرتے ہیں۔مخالفت کیبنٹ میں کرلیں فیصلہ لے آئیں ہمیں تسلیم ہوگا۔لیکن یہ نہ کہیں کہ اِدھر آپ کچھ کہتے ہیں پھر کیبنٹ میں کچھ کہتے ہیں۔ پھر کیبنٹ سے جو فیصلہ آتا ہے وہ کچھ اور ہوتا ہے۔اسمبلی میں کچھ اور ہوتا ہے۔ ابھی ہم اس پر پریشان ہیں کہ آپ کی سرکاری کارروائی آتی ہے، ہم پریشان ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں وہ اُدھر کمیٹی کے حوالے کردیں۔کمیٹی فیصلہ کرتی ہے اِدھر کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ ہم نے سُنا ہے کہ منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ جی ہمارے، یہ تو اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔میں بھی کہتا ہوں استحقاق مجروح ہوتا ہے۔لیکن ہمیں تو بتایا جائے، ابھی جو آپ کی سرکاری کارروائی آتی ہے۔اِسمیں ہم اِس کو کیسے accept کرلیں۔ ہمارے اپوزیشن والے دوست، آپ کے ٹریژری والے دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔شاید اِن چیزوں پر ہمیں پہلے سے اعتماد میں لیا جائے۔ یا اِسکو پہلے آپ کمیٹی کے حوالے کردیں۔اور کمیٹی کی جو رپورٹ اسٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کی سربراہی میں ممبرز جو رپورٹ دیتے ہیں کم از کم وہ اُس کو اسمبلی میں لانے سے پہلے ہمیں دکھادیں ہمیں اعتماد میں لے لیں پھر آپ پیش کرلیں۔آج ہمارے اور ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کا کوئی اُدھر سے طعنٰی دیتا ہے کہ ٹوپی ڈرامہ ہے۔ابھی خود اُس کو پتہ نہیں ہے کہ وہ ڈیڑھ ماہ بعد نیند سے اُٹھ گیا۔آکے اِدھر کہتا ہے۔تم ڈیڑھ ماہ کہاں تھے کہ اِس بل پر آپ نے اعتراض نہیں کیا؟ آج ہمیں آپ طعنے دے رہے ہیں۔سر! اِسمیں یہ ہے کہ میں اپنے منسٹرز صاحبان سے کہتا ہوں کہ آپ کیبنٹ میں جو فیصلہ کرتے ہیں وہ لے آئیں۔اگر ہمیں اعتراض ہوا تو پھر ہم لوگ اِدھر اُٹھائیں گے سارے کہ اِس کو چیلنج کرلیں۔تو یہ اصل مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: thank you۔ویسے میں آپ کے گوش گزار کردوں کہ یہ ایک ایگزیکٹیو آرڈر کے ذریعے بھی واپس لیا جاسکتا ہے۔پچھلی گورنمنٹ نے جو آرڈر کئے ہیں اگر گورنمنٹ چاہے تو یہ بھی لے سکتی ہے۔اور دوسرا پوائنٹ آپ نے raise کیا ہے کہ یہ جو recommendations کچھ اور ہوتی ہیں اور اِس میں کوئی تبدیلی آتی ہے۔وہ تو اُس دن آپ پتہ نہیں آپ تھے یہاں پر یا نہیں ہم نے اُس پر ایک کمیٹی بنائی ہے۔وہ اِس کو probe کرے گی جو بھی اِس کے اندر ملوث ہوگا اگر خدانخواستہ یہ بہت بڑی serious allegation ہے اور اِس کی ہم انکوائری کریں گے۔اور جو بھی اِس کے اندر ملوث ہوگا اُس کو باقاعدہ قانون کے مطابق سزا ملے گی۔Thank you very mach۔جی سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 126 دریافت فرمائیں۔

سید ظفر علی آغا: سوال نمبر 126۔

جناب اسپیکر: جی. minister concerned.

جناب عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی): جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆126 **سید ظفر علی آغا، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 15 اکتوبر 2024ء۔

کیا وزیر ملازمتہائے عمومی نظم ونسق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، بلوچستان ہاؤس اسلام آباد اور کراچی لاجز میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں۔ نیز ان ملازمین کے نام مع ولدیت، لوکل/ ڈومیسائل، گریڈ اور جائے تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر ملازمتہائے عمومی نظم ونسق: جواب موصول ہونے کی تاریخ 31 اکتوبر 2024ء۔

بلوچستان ہاؤس اسلام آباد اور کراچی میں ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! اِس میں بلوچستان ہاؤس اِسلام آباد اور کراچی کی لاجز کی کل کتنے ملازمین ہیں میں نے پوچھا ہے جناب اسپیکر! اِس میں آگے مَیں پھر آتا ہوں۔ کیونکہ یہاں سوال کچھ اور کرتے ہیں جواب کچھ اور ملتے ہیں۔ آپ کمیٹی کی طرف چھوڑتے نہیں ہیں کہ ہم کمیٹی میں discuss کریں۔ تو ہم درمیان میں ہی رہ جاتے ہیں۔ ہم اپوزیشن والے سوچ رہے ہوتے ہیں کہ اَب ہم کریں کیا؟ یہاں گوادر کا مجھے دیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا! بلوچستان ہاؤس اور کراچی ہاؤس کے حوالے سے رپورٹ ایس اینڈ جی اے ڈی سے ہم نے منگوائی تھی۔ وہ آچکی ہے۔ اُس کو ہم ٹیبل کر چکے ہیں۔ اور اُس کو ہم نے آپ کیلئے ٹائم دیا ہے کہ آپ اُس کو اسٹڈی کریں پڑھیں اور 9 تاریخ کو دوبارہ اِن ہاؤسز کے متعلق جو ایس اینڈ جی اے ڈی کی رپورٹ ہے آپ کی اسٹڈی کرنے کے بعد discuss کریں گے۔

سید ظفر علی آغا: وہ ٹھیک ہے وہ زمرک صاحب نے میرے خیال سے کئے ہیں۔

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب! 9 تاریخ کو۔

سید ظفر علی آغا: نہیں نہیں یہ سوال اُس سے الگ ہے۔ آپ ایک دفعہ سُن لیں۔ اچھا جناب اسپیکر! اِس کا تھوڑا سا۔۔۔

جناب اسپیکر: اُنہوں نے اس کے اندر ریٹ نہیں لکھے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: ریٹس لکھے ہیں سر! مگر بھائی ہمارے بول رہے ہیں کہ ریٹس زیادہ ہیں۔ یہ بات کر رہے ہیں زمرک خان صاحب۔

جناب اسپیکر: ریٹ لکھے ہیں؟

سید ظفر علی آغا: میرے سوال ریٹس کا نہیں ہے جناب اسپیکر! میرا سوال الگ ہے۔ زمرک خان کا وہ آپ نے date

دے دیئے۔ وہ اُسی دن ٹیبل ہوگا۔ گزارش میری یہ ہے کہ یہ جو میں نے سوال کیا ہے اِسلام آباد کی جو جتنی بھی لسٹ اُس کی دی ہوئی ہے۔ یہ اَب دیکھ لیں جناب اسپیکر! یہاں سے سیریل 1 سے شروع ہوتا ہے اور 135 پر ختم ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے جناب اسپیکر! اِسمیں minorities کا کوئی ذکر نہیں ہے ٹھیک ہے خواتین کا کوئی ذکر نہیں ہے جو اِن لوگوں کا کوٹہ ہوتا ہے۔ اچھا یہاں آپ اِس کو دیکھیں جناب اسپیکر! یہ تقریباً آزاد کشمیر یہ آپ دیکھ لیں۔ اور وہاں میں نے سوال بھی یہی کیا ہے کہ لوکل اور ڈومیسائل وغیرہ اِس کے ساتھ attach کیے جائیں تاکہ ہم دیکھ لیں کہ آزاد کشمیر والے کدھر سے آرہے ہیں۔ بات ہو رہی ہے بلوچستان ہاؤس کی۔ اور لوگ یہاں بھرتی کئے گئے ہیں ایبٹ آباد کے سیریل نمبر 20 پر آپ دیکھ لیں سر! آپ۔ پھر سیریل نمبر یہاں آزاد کشمیر 23۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں بہت سارے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: ذرا سُنیں سر۔

جناب اسپیکر: جی۔

سیّد ظفر علی آغا: مجھے آپ لوکل اور ڈومیسائل دے دیں۔ اگر وہ بلوچستان کے واقعی ہیں تو اُن کا حق ہے۔

جناب اسپیکر: وہ بلوچستان کے نہیں ہیں وہ تو KPK کے بھی ہیں۔ ہزارہ کے بھی ہیں۔

سید ظفر علی آغا: تو اُن کو آپ ڈیپوٹیشن پر لیکر آئے ہیں؟

جناب اسپیکر: نہیں، وہاں میرے خیال میں بلوچستان ہاؤس نے اُنہیں relaxation دیئے ہوئے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: میرے خیال پر نہیں جائیں۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی ایک منٹ، ایک منٹ minister concerned please

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: سائیں! گزارش یہ ہے کہ وہاں کے جو فورتھ کلاس کے لوگ ہیں، بلوچستان کے لوگ جتنے بھی بھرتی ہوتے ہیں۔ وہ وہاں ڈیوٹی نہیں کرتے۔ 35,40 ہزار روپے میں وہاں اِسلام آباد میں کس کا گزارا ہوسکتا ہے؟

جناب اسپیکر: بالکل۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: اِسی لئے گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ چھوٹے ملازم وہیں کے لوکل ہونے چاہئیں کوشش کی جائے کہ اِسلام آباد کے۔ نہیں تو جو وہ وہاں اِسلام آباد میں رہتے ہیں۔ first priority پر بلوچستان کے لوگ ہونے چاہئیں۔ مگر وہاں نہیں ہیں۔ تو یہاں سے فورتھ کلاس 45 ہزار روپے میں آپ سوچیں اِسلام آباد میں کیسے گزارا ہوگا۔ اور ہمارے لوگ ڈیوٹی بھی نہیں کرتے ہیں سر۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے۔ زاہد صاحب! دو منٹ۔

جناب اسپیکر: زاہد صاحب! ایک منٹ، جی آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: آپ نے یہ بات سُن لی ہے۔ یہ 135 ملازمین بلوچستان ہاؤس میں کام کرتے ہیں۔ مجھے یہاں سردار صاحب ہمارے موسٹ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ سردار صاحب! 135 کبھی آپ نے بلوچستان ہاؤس اِسلام آباد میں دیکھے ہیں۔ نہیں ہیں ناں۔ تو بات تو وہیں آجاتی ہے۔

جناب اسپیکر: کیا نہیں ہے؟

سید ظفر علی آغا: وہاں جو ڈرائیورز اور مالی حضرات ہیں۔ وہاں جتنے بھی کُکز ہیں جتنے بھی رنرز ہیں۔ جو یہ 135 ملازمین اِسلام آباد ہاؤس میں نہیں ہیں۔ اِس ٹائم مجھے پتہ ہے وہاں جو پروٹول آفیسر ہے وہ رورہا ہے۔ مجھے کہہ رہا تھا کہ آغا صاحب! آپ اسمبلی کے فلور پر یہ بات کریں۔ میرے پاس ایک مالی ہے۔ یعنی وہ سی ایم ہاؤس اِسلام آباد، اسپیکر ہاؤس اور گورنر ہاؤس کو بھی دیکھ رہا ہے۔ آپ یقین کریں آپ اُدھر چلے جائیں وہاں پیر رکھنے کی جگہ نہیں ہے یعنی اُس کے جو پلانٹس وغیرہ ہیں وہ اِس طرح ہوئے ہیں جناب اسپیکر! اگر آپ بولتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ اُس کی picture شیئر کر دیتا ہوں۔ نمبر 1---

جناب اسپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد کیلئے بھرتی ہوئے ہیں اور نوکری کہیں اور کر رہے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: اچھا وہ کہاں کر رہے ہیں۔ وہ بھی آپ کو بھی پتہ ہے خوامخواہ میں مجھے بھی پتہ ہے آنریبل ممبرز کو بھی پتہ ہے۔ اگر جدھر جدھر for example ایک سیکرٹری ہے وہ ریٹائرڈ ہو چکا ہے۔ وہ کیا وجہ بنتی ہے کہ اُس کے پاس گاڑی بھی ہے اور اُس کے پاس یہ بندے بھی ہیں مجھے یہ بتائیں؟ دیکھیں جناب اسپیکر! اِس طرح نہ کریں۔ میں نے آپ کو بارہا کہا، میں آپ کو ریکویسٹ کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جی ایک منٹ، ایک منٹ۔

سید ظفر علی آغا: اِس پارلیمان میں آپ Custodain of the House ہیں میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ آپ اِس کو کمیٹی میں بھیجیں۔ آپ کب تک ایس اینڈ جی اے ڈی کو بچاتے رہیں گے۔ آپ اِس کو چیئر کریں۔ میں سب کو دعوت دیتا ہوں یہاں آنرایبل گورنمنٹ کے جو لوگ ہیں یہ سب کی concen ہے وہاں پر نہ گاڑی ملتی ہے۔ نہ مالی ملتا ہے۔ آپ چائے منگوائیں وہاں آپ کو کُک نہیں ملتا۔ آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ لوگوں نے وہاں کے جتنے بھی ملازم ہیں 135 لوگوں نے اپنے آپ کے ساتھ attach کیے ہیں۔ اگر attach ہونگے تو اِنہی ممبران کے ساتھ

ہونگے۔کون ہوتا ہے کہ ایک بندہ ریٹائرڈ ہوتا ہے اُس کے ساتھ پانچ بندے بھی ہوتے ہیں۔اور اُس کے پاس ایک وِیگو گاڑی بھی ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: ok۔جی منسٹر صاحب۔

سید ظفر علی آغا: منسٹر صاحب تو نئے ہیں وہ میرے لئے قابل احترام ہیں۔میں آپ کے ساتھ کبھی بھی بحث نہیں کرنا چاہتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: میں بحث نہیں کر رہا ہوں۔

سید ظفر علی آغا: آپ خوامخواہ مجھے بولتے ہیں کہ باہر بات کریں گے،باہر بات کریں گے۔☆☆☆☆، ☆☆☆☆،☆☆☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے)

جناب اسپیکر: مجید صاحب! مجھے ایڈریس کریں ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: میں آج صبح اسلام آباد سے آیا ہوں۔وہاں الحمدللہ رات کو ایک بجے تک ہم چائے بھی پی رہے تھے۔

سید ظفر علی آغا: ایس اینڈ جی اے ڈی کا منسٹر ہے وہ، وہ نہیں پیئے گا تو کون پیئے گا؟نہیں یہ ایس اینڈ جی اے ڈی کا منسٹر ہے جناب اسپیکر! یہ نہیں پیئے گا کیا میں اور ملک نعیم بازئی پیئیں گے یا میں اور صادق جان پیئیں گے۔سر! ناں کریں ناں کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: سر! میں آج صبح اسلام آباد سے آیا ہوں۔

سید ظفر علی آغا: آپ کو پروٹوکول تو دیں گے آپ تو منسٹر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: آپ یقین کریں میں کوئی پروٹوکول نہیں لیتا ہوں۔

سید ظفر علی آغا: آپ 135 بندے وہاں کھڑے کرلیں ہم آتے ہیں کمیٹی بناتے ہیں ہم سربراہ وہاں کی کمیٹی کا سردار عبدالرحمٰن کھیتران کو بنائیں، گیلا صاحب کو بنائیں یا کسی اور کو بنائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: سردار صاحب! آجائیں ہم وہاں اپنے سارے ملازم حاضر کردیں گے۔

سید ظفر علی آغا: منسٹر صاحب! آپ دفاع کررہے ہیں اپنے ملازمین کو حاضر کرلیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: آپ آ جائیں قابل عزت ہیں جب آپ کا دل کرے انشاءاللہ حاضر ہیں۔

سید ظفر علی آغا: اللہ نے ہمیں سب کچھ دیا ہے جناب اسپیکر! اِس کو آپ کمیٹی کو ریفر کر دیں مت کریں یہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہے۔اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: کمیٹی پر کیوں اعتراض ہو رہے ہیں آغا جان۔

سید ظفر علی آغا: کمیٹی ہے کیا چیز جس سے آپ ڈر رہے ہیں؟

جناب اسپیکر: بادینی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ایک منٹ hold, hold on بادینی صاحب۔

سید ظفر علی آغا: بادینی صاحب! کمیٹی میں کوئی انگریزی نہیں ہے اِسی کو discuss کریں گے۔

جناب اسپیکر: بادینی صاحب، بادینی صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: جی سائیں۔

جناب اسپیکر: آپ ذرا توجہ فرمائیں۔جہاں تک سوال سارے valid questions ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی: بالکل۔

جناب اسپیکر: اِس میں آپ کو اور ہمیں بھی پتہ ہے اِس میں کوئی دورائے نہیں ہیں کہ بلوچستان ہاؤس کے ملازمین، وہ بلوچستان ہاؤس میں نوکری نہیں کرتے ہیں۔سنیں سنیں۔بلوچستان ہاؤس کی گاڑیاں ہیں جو بلوچستان ہاؤس کے نام پر allotted ہیں۔وہ تقریباً کہیں اور serve کر رہی ہیں۔تو اِس ایشو کو بھی آپ نے next day session تک اِس ایشو کو resolve کرنا ہے۔ورنہ بصورتِ دیگر یہی اُس کے ساتھ جا کر۔۔۔۔

سید ظفر علی آغا: مت کریں جناب اسپیکر! اِس سب کو آپ کمیٹی میں لے جائیں۔جناب اسپیکر! میں ہاتھ باندھتا ہوں آپ کو۔آپ خدا کو مانیں، بس۔

جناب اسپیکر: ابھی اکیلے، اکیلے نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔

سید ظفر علی آغا: مت کریں یہ دوسرا سوال ہے آپ اِس کو نہیں کر رہے ہیں۔135 بندے خالص وہ آپ حاضر کر لیں جناب اسپیکر! جو آپ بولتے ہیں وہ ٹھیک ہے۔یہ وہ گاڑیاں ہیں تھوڑا اسکو آپ تسلی سے سن لیں۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب! سنیں ایک منٹ۔

سید ظفر علی آغا: آپ زمرک صاحب کو سنیں۔

جناب اسپیکر: آپ کے سارے کوئسچن چونکہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے related ہیں، میں آپ سے یہ کہتا ہوں

کہ یہ نامناسب ہوگا کہ ایک کوسچن جائے گا اور ایک کوسچن نہیں جائے گا۔ تو اِس لیے آپ کے جتنے بھی کوسچن ہیں ایس اینڈ جی اے ڈی سے related ہیں اُن پر آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھیں۔

سید ظفر علی آغا: کیا بیٹھوں، یہ ☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) تو نہیں ہے کہ میں اِس کے ساتھ بیٹھ جاؤں۔

جناب اسپیکر: 9 تاریخ کو۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر صاحب! یہ ☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) تو نہیں ہے کہ میں اِس کے ساتھ بیٹھ جاؤں۔ خدا کو مانیں جناب اسپیکر صاحب! ☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) تو نہیں ہے کہ میں اِس کے ساتھ بیٹھ جاؤں مجھے اللہ پاک نے گاڑیاں، بنگلے سب کچھ دیا ہے۔

جناب اسپیکر: بھئی! وہ منسٹر ہے۔

سید ظفر علی آغا: وہ منسٹر ہے آپ بولتے ہیں کہ آپ اُن کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ آپ زمرک صاحب کو سن لیں میں فائنل لسٹ آپ کو پیش کرتا ہوں اور واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: نہیں۔ نہیں آپ بیٹھیں آپ ایم پی اے ہیں اور وہ منسٹر ہے۔

سید ظفر علی آغا: کیا میں بیٹھوں، مجھے بتائیں کہ میں کیوں بیٹھوں وجہ بتائیں مجھے؟

جناب اسپیکر: جی۔

سید ظفر علی آغا: 135 بندے آپ خود کہہ رہے ہیں کہ valid point ہے صحیح بول رہے ہیں ظفر آغا۔ آپ خود کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ کیوں؟

جناب اسپیکر: نہیں، وہ یہ ensure کرا رہا ہے کہ آپ کے خدشات کو وہ دُور کریگا۔

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں جناب اسپیکر! اگر اِس کو کمیٹی کے حوالے کریں تو اِس میں کیا ابہام ہے؟

جناب اسپیکر: یہ منسٹر فلور آف دی ہاؤس بول رہا ہے۔

سید ظفر علی آغا: جناب! کمیٹی میں آپ آ جائیں آپ میرے ساتھ discuss کریں۔ کس rule میں ہے کہ مَیں اِن کے ساتھ بیٹھ جاؤں۔

جناب اسپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں سارے آپ بیٹھیں یہ آپ کا question نہیں ہے۔ آپ بیٹھیں مکمل کرنے دیں، مجھے بولنے دیں۔

سیدظفرعلی آغا: منسٹر صاحب! آپ بیٹھ جائیں آپ کو اللہ کی قسم کچھ نہیں پتہ ہے خوامخواہ مت سے قسمیں نہیں اٹھائیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں ہو سکتا ہے۔ ترین صاحب! آپ بیٹھیں تشریف رکھیں۔آغا صاحب! ہو سکتا ہے کہ منسٹر صاحب کو چونکہ نئے آئے ہیں اُن کو نہیں پتہ ہو۔آپ اُن کو بھی، اُن کے ساتھ بیٹھ کر۔۔۔

سیدظفرعلی آغا: ابھی آپ نے کہا کہ آپ کے valid points ہیں۔

جناب اسپیکر: ہاں میں کہتا ہوں valid ہیں۔

سیدظفرعلی آغا: ابھی آپ نے کہا کہ ظفر آغا نے جو سوال اٹھایا ہے وہ ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: بالکل۔

سیدظفرعلی آغا: پھر آپ کہتے ہیں کہ یہ نیا ہے، وہ پرانا ہے۔مَیں کمیٹی میں نئے اور پرانے سب کو بٹھانا چاہتا ہوں۔ سردار صاحب! آجائیں سردار صاحب ہمارے محترم ہیں وہ بیٹھ جائیں۔

جناب اسپیکر: اس میں آپ کو کیا پرابلم ہے؟

سیدظفرعلی آغا: آپ میرے محترم ہیں آپ بیٹھ جائیں۔کمیٹی میں اِس کو لائیں۔ اِس کو discuss کرتے ہیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائیگا۔

جناب اسپیکر: اِس میں کیا پرابلم ہے؟

سیدظفرعلی آغا: جناب اسپیکر! ریٹائرڈ سیکرٹری نے چار، چار بندے رکھے ہیں

جناب اسپیکر: سنیں تو صحیح، سنیں تشریف رکھیں۔عبدالمجید صاحب! آپ تشریف رکھیں پلیز اور اپنی باری کا انتظار کریں ایک منٹ۔آغا صاحب! آغا صاحب! اِس میں کیا ابہام ہے کہ آج کے بجائے اگر پرسوں یہ کمیٹی کے پاس چلا جائے؟

سیدظفرعلی آغا: اسلام آباد میں ہمارا بلوچستان ہاؤس ہے آپ اِس کو ٹھیک نہیں کرنا چاہتے ہیں۔آپ کو مَیں کبھی پنجاب ہاؤس کا وِزٹ کرواؤں تو آپ حیران ہو جائیں گے آپ اُس کی صفائی اور ستھرائی دیکھ لیں اور یہ یہاں تک ایک بلب جب آپ لگاتے ہیں، تو آپ کو سی اینڈ ڈبلیو کو لیٹر لکھنا پڑتا ہے ۔ وہاں کے بندے سارے شارٹ ، وہ ex-secretaries وغیرہ کے ساتھ ہیں۔خدا کو مانیں جناب اسپیکر! بلوچستان ہاؤس پر آپ کمیٹی بھیجیں کوئی اس میں انگریزی نہیں ہے ۔

جناب اسپیکر: میں نے آپ سے کیا کہا ہے؟

سید ظفر علی آغا: اِس میں مَیں بیٹھ جاتا ہوں ایڈیشنل سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو بھی بلالیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہے سیکرٹری نہیں آتا ہے۔ ہمارا بھائی ہے سیکرٹری صاحب نہ آئے وہ ہمارے بھائی ہیں، ایڈیشنل سیکرٹری صاحب آ جائیں۔ محترمہ منسٹر صاحبہ آجائیں۔

جناب اسپیکر: ہمیں اِس پر کوئی، نہیں، نہیں ایسا نہیں ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ کے چار کوئسچن ہیں چاروں ایس اینڈ جی اے ڈی سے related ہیں اور ایک کمیٹی کے پاس جائے گا اور ایک نہیں جائے گا۔

سید ظفر علی آغا: آپ چاہتے ہیں ہم لوگ واک آؤٹ کرلیں؟

جناب اسپیکر: میں چاہتا ہوں کہ آپ کے چاروں کوئسچن کمیٹی میں جائیں۔

سید ظفر علی آغا: آپ چاہتے ہیں کہ ہم واک آؤٹ کریں؟

جناب اسپیکر: یہ آپ کا واک آؤٹ حق ہے۔

سید ظفر علی آغا: نہیں آپ چاہتے ہیں؟

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو آپ کا اختیار ہے۔ اُس سے تو آپ کو کوئی نہیں روک سکتا۔

سید ظفر علی آغا: تو پھر آپ گورنمنٹ کی طرف سے لوگ بھیجیں گے کہ یار! ہم اِن کے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں، سردار صاحب کو سنتے ہیں پھر فائنل کرتے ہیں، سردار صاحب۔

جناب اسپیکر: ok -ok جی سردار صاحب کا مائیک آن کردیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب اسپیکر صاحب! آغا صاحب ضد کررہے ہیں دیکھیں! ایک آ جائے پانچ تاریخ کو ناں، آغا صاحب! چار دن رہ گئے۔ 9 تاریخ تک آپ رولنگ دے دیں concerned minister اور concerned secretary S&GAD وہ بیٹھ جائیں، ساری تفصیلات آغا صاحب کے ساتھ طے کرلیں۔ اگر نہیں کرسکتے ہیں، 9 تاریخ کو ہماری بھی ریکوئسٹ ہوگی کہ یہ پھر کمیٹی کے حوالے کریں۔ کمیٹی کے سامنے سیکرٹری بھی موجود ہوں گے۔

جناب اسپیکر: میں نے اُن کو تو پہلے کوئسچن کا کہہ دیا ہے

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: آپ کی تو اِس میں رولنگ آگئی ہے۔

سید ظفر علی آغا: سردار صاحب میں آپ سے شرط لگاتا ہوں کہ اسپیکر صاحب آپ کی بات نہیں مانیں گے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں مانے گا، کیوں نہیں مانے گا۔

جناب اسپیکر: میں پابند نہیں ہوں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: خدا کا واسطہ ہے ضد مت کریں۔

سید ظفر علی آغا: سردار صاحب! گزارش سنیں۔ صاحب کو فون آیا ہے سیکرٹری کی طرف سے کہ آپ نے اللہ کی خاطر اِس کو آگے نہیں رکھنا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں نہیں یہ الزام تراشی نہیں کریں آغا صاحب غلط ہیں۔ سر! آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ ایک منٹ ذرا سردار صاحب، سردار صاحب اب چونکہ دیکھیں مجھے فون آیا ہے یہ کہہ رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں نہیں نہیں سر! back میں مت جائیں please۔ آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں آپ نے دل بڑا رکھنا ہے دیکھیں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! ایک منٹ ایک منٹ۔ چونکہ میرے پاس فون آیا ہے مجھے یہ حق حاصل ہے کہ مَیں اُس فون کی explanation کرلوں۔

سید ظفر علی آغا: میں یہ سوال اپنا واپس لیتا ہوں آپ کو یہ مبارک ہو۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: آغا صاحب ضد نہ کریں آپ بیٹھے ہم آپ کے لیے حل نکالتے ہیں۔

جناب اسپیکر: okay , no issue, no issue.۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: یہ حذف کیا جائے کہ ☆ (☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) آیا ہے، یہ آیا ہے یہ غلط ہے یہ ہاؤس کے کسٹوڈین پر غلط الزامات ہیں۔ میری عرض سن لیں۔

سید ظفر علی آغا: یہ اسپیکر صاحب کو مبارک ہو میں کوئی چین نہیں کرتا ہوں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں نہیں بات یہ ہے کہ چار دن۔۔۔

جناب اسپیکر: کریں یا نہ کریں۔ دیکھیں میں نے یہ کہا ہے سردار صاحب۔ سردار صاحب۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: سر! میری بات سنیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: آپ نے بھی کہا میں اِس چیز کا گواہ ہوں کہ ایکس سیکرٹری، چیف سیکرٹری، آئی جی فلاں، فلاں جن کے گھر اسلام آباد میں ہیں، بلوچستان ہاؤس کے مالی بھی اُدھر کام کر رہے ہیں۔ بیرے اور کُک بھی اُدھر کام کر رہے ہیں ہم اُس سے اتفاق کرتے ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں۔ باقی یہ حذف کر دیں کہ جی کسی کا ☆ (☆ بحکم جناب اسپیکر

غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے)۔آپ ایک ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں، کسی کی جرات نہیں ہے کہ آپ کو☆(☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے)

کر کے آپ کو کہیں کہ جی یہ کریں، یہ نہیں کریں۔

جناب اسپیکر: یہ ذرا مجھے explain کرنے دیں اِس میں مَیں آپ سے گزارش کر دوں کہ مجھے۔۔۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں آپ نے دل بڑا رکھنا ہے چھوڑ دیں۔

جناب اسپیکر: مجھے ایک سیکرٹری کیسے فون کریگا کہ سر! یہ سوال آپ کمیٹی کے پاس بھجوائیں اور اِس کو نہ بھجوائیں۔ سیکرٹری کیسے فون کر سکتا ہے مجھے۔ایک دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ کے questions تین دن کا وقفہ ہے چوتھے دن جو اجلاس ہوگا اِس تین دن کے دوران آپ concerned minister کے ساتھ بیٹھیں اگر آپ کے issues resolved نہیں ہوتے ہیں تو یہ آپ بھجوائیں گے کمیٹی کے پاس۔لیکن اُن کی خواہش یہ ہے خواہشات ہیں ناں کہ بس میں question لایا ہوں اور آج ہی آپ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔تو خواہشات پر تو میں یہاں بیٹھنے کے لیئے نہیں ہوں کہ لوگوں کی خواہشات پوری کرتا رہوں۔اِس طرح کبھی بھی نہیں جائے گا۔اور اگر یہ وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں اور یہ ہے کہ 9 تاریخ کو بھی نہیں جائے گا کمیٹی کے پاس۔جی آپ بتائیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: لہٰذا آپ اِس میں سیکرٹری کو بھی inform کر دیں سیکرٹری اور منسٹر دونوں ہوں۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر !point of order۔

جناب اسپیکر: جی ایک منٹ نور محمد دمڑ صاحب اِسکے بعد آپ بولیں گے۔جی دمڑ صاحب آپ بولیں۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): جناب اسپیکر صاحب! خاص کر کے یہ جو ہمارے دوستوں کا رویہ ہے یہ مناسب نہیں ہے۔آپ نے ایک رولنگ دے دی ہے۔آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔آپ اپنی رولنگ کو واپس لے بھی نہیں سکتے ہیں۔اگر اِس طرح پریشر پر آپ رولنگ واپس لیں گے تو ظاہری بات ہے پھر ہر دو بندے کھڑے ہو کر آپ سے اپنی اپنی رولنگ واپس دلوائیں گے۔

جناب اسپیکر: ظاہر ہے۔

وزیر خوراک: آپ نے ایک دفعہ رولنگ پاس کر دی ٹھیک ہے جہاں تک اِن کا جو مسئلہ ہے may be مسئلہ اِن کا genuine ہوگا لیکن یہاں discussion ہوگی آپ نے جو رولنگ دے دی رولنگ کا انتظار کر لیں۔تو یہ میٹنگ آج آخری میٹنگ تو نہیں ہے۔میٹنگ پھر بھی آجائیگی میٹنگ دوسری میٹنگ میں اس کا رزلٹ آجائیگا جس دن آپ نے سوال

(☆ بحکم جناب اسپیکر تمام غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے)

کیا اُسی دن رزلٹ میرے خیال میں مناسب بھی نہیں ہے اور پھر یہ طریقہ نہیں ہے جس طرح یہ پریشر پر۔ پریشر اگر ٹھیک ہے خوامخواہ اگر انہوں نے کرنا ہے تو پھر ہاؤس کے سامنے رکھ دیں اُس پر پھر ووٹنگ ہو جائیگی۔ لیکن یہ طریقہ تو نہیں ہے کہ بس آپ نے خوامخواہ کرنا ہے یا ہم پھر واک آؤٹ کرتے ہیں۔ واک آؤٹ کا یہ طریقہ تو نہیں ہے کم سے کم آپ آ جائیں discussion کر لیں یہاں debate ہو جاتی ہے ہر ایک نے بولنا ہے اِس پر۔ سب نے بول دیا آپ کی رولنگ آ گئی آپ کے رولنگ کے بعد پھر کیا رہ گیا ابھی تو یہ رولنگ واپس لینی بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: thank you. جی علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر! جس طرح کہ ظفر آغا نے سوال اٹھایا تھا، اُس کے جواب میں منسٹر صاحب نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہوں جو بھی آپ کے تحفظات ہیں اُن کو دور کرنے کے لیے۔ پھر بھائی نہیں مان رہے ہیں اُس کے ساتھ ساتھ ہمارے معزز ممبر صوبائی اسمبلی نے کہا کہ بھائی 9 تاریخ کو تین دن رہ گئے ہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ تین دن کے بعد ہم بیٹھ جائیں گے جس میں اگر خامیاں ہیں اُن کو دور کریں گے۔ مگر یہ تو طریقہ کار نہیں ہے کہ آج ہی اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں کمیٹی کے سپرد کر دیں ہم بھی چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ظلم نہ ہو۔

جناب اسپیکر: بالکل۔

حاجی علی مدد جتک: یہ جو 135 لوگ ہیں ہمیں بھی پتہ ہے کوئی ایکس منسٹر کے ساتھ ہے، کوئی ایکس سی ایم کے ساتھ ہے۔ اس کو ہم دیکھیں گے۔ گاڑیاں بھی استعمال ہو رہی ہیں مگر اس کا یہ طریقہ کار نہیں ہے کہ بس یکدم اِس کو کمیٹی کے حوالے کریں۔ اور آپ کو بولیں کہ نہیں۔ اِس طرح تو نہیں ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: اور آپ میرے حکم کے پابند ہیں۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر! آپ کے حکم کے مطابق چلنے کے لیے تیار ہیں مگر معزز اپنے منسٹر صاحب بول رہا ہے کہ میں بیٹھنے کے لیے تیار ہوں۔ اُس کے باوجود کہتے ہیں کہ نہیں مانتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب کا مسئلہ بلوچستان ہاؤس نہیں ہے مسئلہ کچھ اور ہے۔

حاجی علی مدد جتک: جو غیر حاضر ہیں اُنکی تنخواہ کٹیں گے اِس پر انکوائری ہوگی کہ کیوں حاضر نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔ thank you very much علی مدد جتک صاحب۔ جی دستگیر بادینی صاحب۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب! پرسوں میں اور حاجی زابد ریکی صاحب گئے تھے فاتحہ خوانی پر جو شہدائے نوشکی تھے۔ میر شعیب جان صاحب موجود ہیں تو میری ریکوئیسٹ یہ ہے کہ یہ انتہائی، سانحہ نوشکی کے حوالے سے میں کئی دفعہ اس پر بات کر چکا ہوں جناب اسپیکر صاحب پٹیل ہسپتال اور لیاقت نیشنل ہاسپٹل کراچی میں 19 داخل ہیں تو

وہاں ان کی فیملیز جو انکے ساتھ ہیں جناب اسپیکر وہ وہاں کراچی میں اُنکی فیملیز کو ملاقات کے لئے نہیں چھوڑتے ہیں وہاں کی ویڈیوز ہیں میں آپ کو شیئر کر دوں گا وہاں پٹیل ہسپتال کے باہر جو فیملیز بیٹھی ہیں انکو وہاں سے اُٹھایا جاتا ہے کہ وہاں آپ نہیں بیٹھیں۔ پرسوں تک شہداء کی تعداد چھ تھی اور آج 19 ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ کراچی کے پٹیل یا نیشنل ہسپتال میں کوئٹہ میں لوگوں کا تو احتجاج نہیں ہے کوئٹہ میں منسٹر صاحبان سیکرٹریز موجود ہیں یہاں برن یونٹ میں مسئلہ نہیں ہے کراچی میں فیملیز کو بہت تکالیف کا سامنا ہے، تو جناب اسپیکر صاحب میری ریکوئیسٹ ہے منسٹر صاحب وہاں ریسکیو کا کام ہے کوئی مٹی اور پانی مزدا ٹرک پر آگ بجھانے میں مصروف تھے اُسکا جو ٹینک تھا تو وہ پھٹ گیا ریسکیو کا کام لوگ کر رہے تھے جس میں ملازمین بھی شہداء میں شامل ہیں میری گزارش یہ ہے منسٹر صاحبان سے اور سی ایم صاحب سے جو 19 شہداء ہیں گزارش ہے کہ انہوں نے کوشش کی کہ انسانی جان کا ضیاء نہ ہو میری ریکوئیسٹ ہے کہ ان کو شہید ڈیکلیئر کیا جائے یہ 19 جو شہداء ہیں جن کی تعداد چھ تھی اب 19 ہیں ان کو شہید ڈکلیئر کیا جائے۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ اچھا! علی مدد جتک صاحب آپ اور زرک خان صاحب، اور ساتھ میں منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی جائیں اور اُنکو منا کر کے لے آئیں۔ میر شعیب نوشیروانی صاحب۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جیسے حاجی غلام دستگیر صاحب فرما رہے تھے یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہے پورا علاقہ بلکہ پورا ڈویژن اور بلوچستان اس غم میں ڈوبا ہے۔ غالباً ہیلتھ منسٹر صاحب ہوتے تو وہ زیادہ بہتر explain کر پاتے چونکہ وہاں کراچی میں اُنہوں نے ایک فوکل پرسن اپوائنٹ کیا ہوا ہے۔ لیکن ظاہری سی بات ہے حاجی صاحب کے چونکہ علاقے کے لوگ ہیں ان سے زیادہ تر لوگوں کی کمیونیکیشن زیادہ ہے تو میرے خیال سے اس اسمبلی اجلاس کے بعد میں اور حاجی صاحب ذرا اکٹھے ہو کر اس پر بات کرتے ہیں منسٹر کنسرن سے تاکہ ان کو facilitate کر سکیں۔ جہاں تک شہداء ڈیکلیئر کرنے کا معاملہ ہے یہ معاملہ سی ایم صاحب کے ساتھ ہم اٹھائیں گے انشاءاللہ وتعالیٰ اور وہ deserve بھی کرتے ہیں چونکہ وہ لوگوں کی جانیں بچا رہے تھے۔ اور جانیں بچانا بھی کسی کی وہ ایک شہادت کے بہت بڑے درجے میں آتا ہے اور اُس آگ کی لپیٹوں میں وہ آ گئے تو مَیں بھی یہی اپنی طرف سے اور میں چاہوں گا کہ پوری اسمبلی اس بات کو recommend کرے کہ اُن کو شہداء ڈیکلیئر کیا جائے۔ تھینک یو جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: تھینک یو۔ سید ظفر علی آغا صاحب کے questions dispose off کیے جاتے ہیں۔ میر زابد علی ریکی صاحب چونکہ یہاں موجود نہیں ہیں اِن کے سوال کو ڈیفر کرتے ہیں۔ رحمت صالح بلوچ صاحب کے تین سوالات ہیں سوال نمبر تین، چار اور پانچ، وہ چونکہ یواین ڈی پی پروگرام میں شرکت کے لیے گئے ہیں تو اُن کو بھی ڈیفر کیا

جاتا ہے اگلے سیشن تک۔اور سیّد ظفر علی آغا صاحب بھی موجود نہیں ہیں ان کے محکمہ ٹرانسپورٹ کے متعلق کوسچن ہیں اُن کو بھی ڈیفر کرتے ہیں نیکسٹ سیشن تک۔وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: **توجہ دلاؤ نوٹس۔**

مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بلوچستان ہاؤس اسلام آباد کو بند کیا جائے۔مسائل حل ہوں گے۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وزیر برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی توجہ ایک مسئلے کی جانب مبذول کروائیں گے کہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن جو کہ ایک کمزور ادارہ بن چکا ہے، ہزاروں اسامیاں خالی ہونے کے باوجود کمیشن اِن پر بروقت ٹیسٹ اور انٹرویوز منعقد کرانے میں ناکام ہو چکا ہے جس کی وجہ سے صوبے کے تعلیم یافتہ طلباء اور طالبات میں سخت تشویش پائی جارہی ہے۔لہٰذا حکومت سے پبلک سروس کمیشن کی کارکردگی بہتر بنانے کی بابت اَب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں نیز پبلک سروس کمیشن پر سالانہ تنخواہوں ودیگر مراعات پر کُل آنے والے اخراجات اور پبلک سروس کمیشن سالانہ کتنی اسامیوں پر ٹیسٹ اور انٹرویوز کراتا ہے، کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب گئے ہوئے ہیں وہ ہمارے اپوزیشن ممبرز کو منانے کے لیے، تو آپ اگر اِسکے اوپر بات کرنا چاہیں تو کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی۔پبلک سروس کمیشن پر ظاہر ہے اس پر پہلے ساتھیوں نے بات تو کی ہے۔ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ دودھ کے دھلے ہیں پبلک سروس کمیشن والے۔ اور اِس میں بھی کسی کے پاس اگر علم نہیں ہے لیکن بہت سارے نوجوانوں نے نائب تحصیلدار، تحصیلدار کے لیے درخواستیں دیے ہیں۔اُن سے آج بھی پیسے مانگے جاتے ہیں۔ اور اُس کے علاوہ، اگر پیسوں کے علاوہ بھی، یہ اگر ابھی گورنمنٹ کے، لکھا ہوا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر کے لئے ہمارے پاس لوگ نہیں ہیں۔تو ابھی بھی میرے پاس اس کا ہے کہ آپ آن لائن جائیں اور پبلک سروس کمیشن کا ویب سائٹ دیکھیں۔تو 81 ہزار نوجوانوں کی درخواستیں جمع ہیں 81 ہزار پبلک سروس کمیشن میں اور انٹرویوز زیرو ہے۔تو یہ ادارہ کس کام کا تو یہ جو 12 ممبرز ہیں کمیشن ہے یہ کیا کرتے ہیں۔ان کی سالانہ کیا رپورٹ ہے کیا کرتے ہیں پورا سال 10 تحصیلدار بھرتی کرنا، یہ اِن کی کارکردگی ہے؟ دو تین سالوں میں دو نائب تحصیلدار بھرتی کرتے ہیں یہ ان کی کارکردگی ہے کتنے پیسے اِن پر خرچ ہوتے ہیں؟ کتنے وسائل خرچ ہوتے ہیں اِن پر؟ تو یہ جو پبلک سروس کمیشن کی میرے سوال کا مطلب یہ تھا کہ اس پر گورنمنٹ توجہ دے۔میں چیف سیکرٹری سے بھی ملا تھا کہ پبلک سروس کمیشن کے کارکردگی کا تو جائزلیں ناں، اس کو چھوڑ دیا ہے۔اُس کا جائزہ تو لیں کہ یہ جتنی اسامیاں اس کو دی جاتی ہیں سالانہ، چھ مہینے، تین مہینوں میں، یہ کتنی ٹیسٹ اور انٹرویوز

کرتے ہیں؟ کہ ان کی کارکردگی کتنی ہے؟ اِس کا جائزہ تو حکومت کی ذمہ داری ہے اُس کا جائزہ لے لیں۔تو اِسی لیے یہ ایک،تو یہ ہے کہ پیسے کی بات بعد میں آتی ہے۔اُس کی جو کارکردگی ہے وہ slow ہے۔جو ٹیسٹ اور انٹرویوز یہ کراتے ہیں جس رفتار کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں،ممبرز اور چیئرمین وہاں بنتے ہیں آج صبح مَیں گیا تھا پبلک سروس کمیشن کے دفتر، میں نے جانے کی کوشش کی لیکن مجھے گیٹ کے اندر نہیں چھوڑا۔ کیونکہ میرے پاس سکیورٹی گارڈ نہیں تھے، پولیس والے نہیں تھے، گن مین بھی نہیں تھے کچھ بھی نہیں تھا تو مجھے نہیں چھوڑا۔تو مَیں گیٹ سے واپس آ گیا۔تو اِس لیے یہ جو بڑے بنے ہوئے ہیں وہاں یہ جو ممبرز اور چیئرمین بنتے ہیں عہدوں پر آتے ہیں پھر طُرّم خان بنتے ہیں۔تمام مراعات لے لیتے ہیں۔ پھر کام نہیں کرتے ہیں۔اُس کا جائزہ بھی نہیں ہے۔حکومت کی طرف سے کوئی جائزہ بھی نہیں ہے۔اِس لیے سروس کمیشن میں پیسہ بھی چلتا ہے۔لیکن اُس کی کارکردگی بالکل زیرو ہے۔بالکل نالائق اور سست ادارہ بن چکا ہے۔حکومتِ بلوچستان کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اَز سرِ نو جائزہ لیں۔اِس کی سالانہ اسمیں مجھے تفصیل دیں کہ سالانہ یہ آپ کے پاس جو اسامیاں آتی ہیں تو آپ کے یہ ہمارے سکولوں میں سائنس ٹیچر نہیں ہیں آپ تعینات نہیں کراتے ہمارے اسسٹنٹ کمشنرز ہیں وہ آپ تعینات نہیں کراتے یہ پورا سال آپ کے پڑے ہوتے ہیں یہ کوئی بات تو نہیں ہے یہ میاں جو آپ مسلسل اس کا دیدار کر رہے ہوتے ہیں۔آپ کی ذمہ داری ہے آپ کو کمیشن ممبر بنایا گیا ہے کمیشن بنائی گیا ہے اور فوری طور پر رزلٹ دے دیں جلدی ہنگامی بنیادوں پر کر دیں۔آپ دن میں کتنے انٹرویوز کراتے ہیں؟ ہنگامی بنیادوں پر کر دیں۔اس لیے میرے یہ سوال کی توجہ تھی حکومت سے بھی،حکومت کی ایک ساتھی نے بات کی زمرک صاحب نے بات کی خود حکومت میں ہیں اور عاصم کرد گیلو صاحب نے بات کی یہ جو حکومت والے بجائے یہ کہ یہاں چیزوں کو کہیں کہ فلاں جگہ یہ کمزوری ہو رہی ہے کمزوری ان کی خود ہے ہماری ہے وہ جو خود کر سکتے ہیں وہ اپنی اصلاح کریں اس لیے میں توجہ سے کہہ رہا ہوں حکومت سے گزارش کر رہا ہوں کہ پبلک سروس کمیشن کی کارکردگی کو بہتر بنانے اس کا جائزہ لینے کے لیے حکومت بلوچستان خصوصی طور پر جائزہ لے۔

جناب اسپیکر: تھینک یو مولوی صاحب۔وزیر برائے محکمہ ایس اینڈ جی ڈی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق، وہ تو خیر ختم ہو گیا ہے۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): جناب برکت علی رند صاحب اور میر اسد اللہ بلوچ صاحب نے آج تا تا اختتام اجلاس جبکہ حاجی محمد خان لہڑی صاحب، جناب سلیم احمد کوسہ صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب، سردار فیصل خان جمالی

صاحب، میر علی حسن زہری صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، میر ظفر اللہ زہری صاحب، محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ، محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ اور محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **سرکاری کاروائی برائے قانون سازی۔**

وزیر برائے ترقی نسواں! خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ وومن ڈویلپمنٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی، وزیر اعلیٰ کی مشیر برائے محکمہ ترقی نسواں، خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب اسپیکر: خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025) ایوان میں پیش ہوا۔ وزیر برائے محکمہ ترقی نسواں! خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025) کی بابت تحریک پیش کریں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ وومن ڈویلپمنٹ: مَیں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی وزیر اعلیٰ کی مشیر برائے محکمہ ترقی نسواں، تحریک پیش کرتی ہوں کہ خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) پیش کرنے کی بابت قاعدہ 84 اور 85(2) کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور 85(2) کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! یہ بل کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے۔

جناب اسپیکر: کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جی ہاں جناب اسپیکر! بھیج دیں۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! اِس پر ووٹنگ ہوگی

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جی ہاں کر دیں۔میری اس پر observation ہیں۔

جناب اسپیکر: ok آپ نے اپنی observation دی ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! اِس بل کو کمیٹی کے سامنے پیش کریں۔مَیں بھی یہی ریکوئسٹ کرر ہا ہوں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں اِنہوں نے exemption کیلئے ریکوئسٹ کی ہے اور اُنہوں نے ہاؤس کے سامنے پیش کر دی ہے۔پھر اُس کے بعد میرے پاس ایک ہی طریقہ ہے کہ اس پر ووٹنگ کراؤں گا۔ووٹنگ جہاں جائیگی اُسی کے مطابق پھر عملدرآمد ہوگا۔جو حضرات exemption کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑے کریں۔میرے خیال میں تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور 85(2) کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! مَیں ایک گزارش کرتا ہوں، ایک وضاحت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی، جی please۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: Sir! I respect you and your Chair.

جناب اسپیکر: جی جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: یہ جو verdic آپ نے دیا ہے اِس کے بعد یہ تمام اپنی کمیٹیاں ختم کرلیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی آپ تمام بلز کو exempt کریں گے اور اُس کو میجارٹی کی بنیادوں پر کریں گے۔وہ تو reject نہیں ہونگے۔سر! اس کے بعد کوئی بل کمیٹی میں نہیں جائیگا۔مَیں آپ کے فیصلہ تو مانتا ہوں۔لیکن میری observation ہے کہ آج کے بعد کوئی بھی بل جس پر اگر حکومت چاہے رائے لے لے، وہ کمیٹی میں نہیں جائیگا۔یہ کمیٹیاں پھر ویسے کی ویسے ہی رہ جائیں گی۔.Thank you sir

جناب اسپیکر: تو پھر ڈاکٹر صاحب! آپ ہاؤس کی رائے کو اہمیت نہیں دیتے ہیں؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: نہیں نہیں مَیں کیوں نہیں دوں گا مَیں نے کہا تھا I respect you and your Chair but it is my observations کہ اِسکے بعد کوئی بھی بل کمیٹی میں نہیں جائیگا۔

جناب اسپیکر: ایسا نہیں ہے ڈاکٹر صاحب! ایسا کیوں ہوگا۔ وزیر برائے محکمہ ترقی نسواں! خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

مشیر برائے وزیراعلیٰ محکمہ ومن ڈویلپمنٹ: میں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی، وزیراعلیٰ کی مشیر برائے محکمہ ترقی نسواں، تحریک پیش کرتی ہوں کہ خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کو فی الفور زیرغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کو فی الفور زیرغور لایا جائے؟ زیرغور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کو فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔ وزیر برائے محکمہ ترقی نسواں! خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

مشیر برائے وزیراعلیٰ محکمہ ومن ڈویلپمنٹ: میں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی وزیراعلیٰ کی مشیر برائے محکمہ ترقی نسواں، تحریک پیش کرتی ہوں کہ خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب! آپ کچھ کہہ رہے تھے۔ جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگوں نے exempt کیا ہے لیکن ہم ابھی، exempt آپ نے تو کرلیا لیکن یہ ہمارا right ہے کہ اِسکو ہم نہیں مانیں گے۔ ابھی ووٹنگ کرلیں پھر۔

جناب اسپیکر: done,done. ڈاکٹر صاحب۔ آپ کی بات بالکل رولز کے مطابق ہے، تحریک ابھی انہوں نے پیش کردی ہے مَیں اُس پر ہاؤس کی رائے لیتا ہوں۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا خواتین کو کام کی جگہ پر ہراسانی سے تحفظ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2025ء) کو منظور کیا جائے؟ جو حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں اپنی اپنی سیٹوں پر مہربانی کر کے۔ گنتی کریں سیکرٹری صاحب۔

جناب اسپیکر: اب جو مخالفت میں ہیں، وہ کھڑے ہو جائیں۔ گنتی کریں۔ ok. تحریک کو اکثریت کی رائے حاصل نہیں ہوئی ہے، لہٰذا یہ تحریک نامنظور ہوئی جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں، دیکھیں! اِس جیسا اہم بل، یہ بہت

اہم بل تھا۔ اگر آپ اِس کو کمیٹی میں بھیج دیتے اور دو دن کے بعد یہ واپس آ جاتا سب اُس کو وہ کر لیتے۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! As per the House کے مطابق۔۔۔۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! میں آپ سے عرض کروں کہ اگر آپ اکثریت کے حوالے سے نہیں لیتے اور اس کو مشتر کہ آپ لیتے تو پھر یہ نوبت نہیں ہوتی۔ اگر اسمبلی کے اندر گورنمنٹ کا کوئی بل پاس نہ ہو جائے یہ خود vote of no confidence ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: بالکل۔

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب! یہ بل نامنظور ہو گیا۔ کہانی ختم ہوگئی ہے اس کی۔ منسٹر فنانس پلیز۔

وزیر خزانہ: خواتین کے harassment کے حوالے سے ایک بہت اہم قرارداد تھی مجھے امید تھی کہ میری بہنیں اس حق میں سپورٹ کریں گی۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب نے جو باتیں کی ہیں چونکہ ماضی کی۔۔۔(مداخلت)

وزیر خزانہ: نہیں نہیں بات نہیں کروں۔ میں صرف کلیریفیکیشن مانگ رہا ہوں اتنا تو میرا حق بنتا ہے صبح سے آپ بات کر رہے ہیں آپ مجھے بات کرنے کیسے نہیں دیں گے؟

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

وزیر خزانہ: اِس میں پہلے آپ نے ووٹنگ کی اسکا status کیا رہا exemption کا؟ اتنا تو میرا حق ہے میں آپ سے پوچھ سکوں؟

جناب اسپیکر: بالکل۔ اُس کے اوپر اکثریتی رائے اِس سائیڈ پر تھی لیکن جو اپنی رپورٹ پیش کی ہے اس کے اوپر جب رائے لی گئی ہے وہ پھر اکثریت سے اُس سائیڈ کی آ گئی ہے۔ تو اسلئے جب تقریباً ایک آپ کی پورے ایک بل کے اوپر ایک ہی طرف سے میجارٹی نہیں آتی ہے it means it is rejected.

جناب اسپیکر: آڈٹ رپورٹ کیا پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف سوشل ویلفیئر اینڈ اسپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، حکومت بلوچستان، مالی سال 18-2017ء تا 2021-22 ءایوان میں پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف سوشل ویلفیئر اینڈ اسپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، حکومت بلوچستان مالی سال 18-2017ء تا 22-2021ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف سوشل ویلفیئر اینڈ اسپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، حکومت بلوچستان مالی سال 18-2017ء تا 22-2021ء ایوان میں پیش ہوئی لہٰذا اسے پبلک

اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ برا کاؤنٹس آف ایڈیشنل ڈائریکٹر میڈیکل اسٹور ڈپو، حکومت بلوچستان، مالی سال 18-2017 تا 22-2021ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ برا کاؤنٹس آف ایڈیشنل ڈائریکٹر میڈیکل اسٹور ڈپو، حکومت بلوچستان مالی سال 18-2017 تا 22-2021ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ براا کاؤنٹس آف ایڈیشنل ڈائریکٹر میڈیکل اسٹور ڈپو، حکومت بلوچستان مالی سال 18-2017 تا 22-2021ء ایوان میں پیش ہوئی لہٰذا اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: سرکاری قرارداد۔

جناب محمد زرین خان مگسی پارلیمانی سیکریٹری! آپ اپنی قرارداد نمبر 18 پیش کریں۔

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت): ہرگاہ کہ بلوچستان جو کہ ایک قدیم مختلف الاقسام اور شاندار ثقافتی ورثے کا حامل خطہ ہے جو اپنی قدیم تاریخ، منفرد روایات، زبانوں، فن تعمیر، موسیقی اور رسم ورواج کی بدولت ممتاز مقام رکھتا ہے۔ اس ورثے کا تحفظ اور فروغ نہ صرف قومی یکجہتی، تنوع کے احترام، پائیدار ترقی اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے بلکہ سیاحت کے ذریعے معاشی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے لیکن بلوچستان کے ثقافتی ورثے کو ماحولیاتی تبدیلیوں، شہری ترقی، غیر قانونی کھدائیاں ووسائل کی کمی اور عوامی شعور کے فقدان جیسے خطرات لاحق ہیں۔ لہٰذا اس قیمتی ورثے کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ بنانے کے پیش نظر ذیل اقدامات اٹھانا ناگزیر ہو چکے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے ثقافتی نوادرات کی غیر قانونی اسمگلنگ کی روک تھام کی بابت فوری اقدامات کا اٹھایا جانا۔ تمام ضلعی انتظامیہ ومقامی انتظامیہ کو ورثہ جات کے مقامات کے تحفظ کا پابند بنانا۔ اور اس بابت ایک ضلعی ثقافتی ورثہ کمیٹی کا قیام جس میں مقامی کمیونٹی ثقافتی نمائندے، ضلعی انتظامیہ اور ماہرین تعلیم، سول سوسائیٹی کے ارکان شامل ہوں۔ تاریخی یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات کے تحفظ کے لئے حکمت عملی تیار کرنا۔ شہری ترقی، صنعتی سرگرمیوں اور سیاحت کے ثقافتی ورثے پر اثرات کی نگرانی اور انتظام کرنا۔ آثارِ قدیمہ اور تاریخی مقامات کے تحفظ کے لئے سخت قوانین کا نفاذ کرنا۔ ورثہ جات کی غیر مجاز کھدائی یا نوادرات کی سمگلنگ پر سخت سزائیں عائد کرنا۔ تاریخی عمارات کی مرمت وبحالی اور انکے تحفظ کے لئے واضح طریقہ کار مرتب کرنا۔ مقامی کمیونٹیز اور ثقافتی گروہوں کو غیر مادی وثقافتی ورثے جیسے موسیقی، رقص، زبان اور زبانی روایات کے تحفظ کے لئے مالی امداد اور معاونت فراہم کرنا۔ مقامی ہنرمندوں اور کاریگروں (جیسے بنائی،

کمہارگری اور کشیدہ کاری) کے لئے تربیتی پروگرامز تشکیل دینا۔ بلوچستان کی منفرد روایات کو اُجاگر کرنے کے لئے ثقافتی میلوں کا انعقاد کرنا۔ نوجوان نسل میں ثقافتی ورثہ کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لئے سکولوں، جماعت اور کمیونٹی مراکز میں آ گاہی پروگراموں کا انعقاد۔ تعلیمی نصاب میں بلوچستان کی تاریخ اور ثقافت کو شامل کرنا تاکہ ثقافتی فخر اور تاریخی شعور کو فروغ دیا جاسکے۔ ذرائع ابلاغ کو ورثہ سے متعلق موضوعات پر دستاویزی فلمیں، پروگرامز اور مضامین کے ذریعے اُجاگر کرنے کی ترغیب دینا۔ ثقافتی ورثے کی مقامات کی بحالی اور دیکھ بھال کے لئے مالی معاونت فراہم کرنا۔ اور آخر میں چونکہ بلوچستان کے عوام ہی اپنے ثقافتی ورثے کے اصل وارث اور محافظ ہیں اور کسی بھی دوسرے صوبے کو اس ورثے میں مداخلت کرنے یا اس پر ملکیتی دعویٰ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا پیش کردہ تجاویز، اقدامات کو فوری طور پر نافذ کرنے کے لئے عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائیں تاکہ ہمارے عظیم ثقافتی ورثے کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ بنایا جاسکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 18 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت: جی اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! وقت دینے کا شکریہ۔ یہ جو قرارداد ہے یہ میں سمجھتا ہوں کافی detail اور straight forward ہے اس میں ہم نے کافی چیزیں cover کیں۔ جناب اسپیکر! یک تھوڑا سا میں بتا تا چلوں، بلوچستان ایک ایسی منفرد جگہ ہے جہاں ہر قسم کے لوگ بلکہ ہر زبان کے لوگ اِدھر بسے ہوئے ہیں اور عرصہ دراز سے بسے ہوئے ہیں۔ اِس خطے کی بھرپور تاریخ ثقافتی ورثے مَیں سمجھتا ہوں اہمیت کا حامل ہیں۔ مگر بدقسمتی سے ہم نے اِن چیزوں کو زیادہ اہمیت نہیں دی ہے۔ اور جنہوں نے دی، ہمارے تاریخ دان ہوں، ہمارے ریسرچرز ہوں، ہمارے دانشور ہوں اُن کو وہ سپورٹ نہیں دی گئی جو ہم کو دینی چاہئے تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ جو طبقہ ہے اسپیکر صاحب! یہ ایک ہم اس کو سول سوسائٹی کہتے ہیں۔ یہ بڑا اہم طبقہ ہے اور یہ طبقہ جو ہے معاشرے میں بہتری لانے کے لئے میں سمجھتا ہوں بڑا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اور کرتے آرہے ہیں میں سمجھتا ہوں۔ دیکھیں اسپیکر صاحب! اِن کو سپورٹ کرنا چاہئے۔ اِن کو ہر قسم کے encouragement دینی چاہئے تاکہ ہماری جو پرانی چیزیں ہیں ثقافتیں ہیں وہ محفوظ رہیں، intact رہیں۔ دوسری بات اسپیکر صاحب! میں تھوڑا سا آپ کو بتاتا چلوں۔ اور توجہ میں لانا چاہ رہا ہوں ایک بات کے اوپر کہ ہماری جو روایتیں ہیں، اس خطے کے اس علاقے کے صوبے کے، جو ہمارے طور طریقے ہیں جو ہماری تہذیب ہے۔ میں سمجھتا ہوں آج کے دن میں ان کو تھوڑا سا examine کرنا پڑے گا۔ کہ جو چیزیں اچھی ہیں جو چیزیں جو اصول جو Values اور principles اچھے ہیں جو لوگوں کو اکھٹا کرتی ہیں جو کرسکتی ہیں یا متحد کرسکتی ہیں یا united کرسکتی ہیں جہاں یہ چیزیں fault lines اور polarization کو ختم

کر سکتی ہیں میں سمجھتا ہوں ان چیزوں کو highlight کر کے خود بھی implement کرنا چاہئے اور جو خاص کر آنے والی نسل ہے ان کو بھی سکھانا چاہئے اور سکھانا پڑے گا، یہ ہمارا فرض ہے جی۔ اور ایک اور چیز ہمارے جو نوجوان ہیں آج کل آج کا نوجوان آج کا youngster آج کا ورنا، یہ اُن کا جو source of information ہے جی یہ فون اور لیپ ٹاپ پر ہے۔ اَب فون اور لیپ ٹاپ basically means social media۔ اَب سوشل میڈیا کا مسئلہ یہ ہے کہ نہ وہ checked ہوتا ہے نہ وہ verified ہوتا ہے اور نہ ہی filtered ہوتا ہے۔ ہمارے زمانے میں میرے زمانے آپ کے زمانے میں جو information یا source of information جس کو کہتے ہیں medium of information وہ ہمارے جہاں سے ہم معلومات لیتے تھے وہ ہمارے بڑے ہوتے تھے ہمارے بزرگ ہوتے تھے علاقے کے معتبرین ہوتے تھے اور کتابیں ہوتی تھیں۔ وہ جی verified بھی ہوتے تھے checked بھی ہوتا تھا اور بڑے rigorous تحقیقات اور محنت کے بعد ہمارے سامنے یا بتائے جاتے تھے یا لکھے ہوتے تھے۔ آج کل یہ زمانہ نہیں رہا۔ آج کل وہ زمانہ ہے جو بھی information آتا ہے ٹھک ہم Pass forward کر دیتے ہیں بغیر تحقیقات کے۔ یہ جو ہمارا آج کل کا جو نوجوان ہے مَیں نہیں سمجھتا اور مَیں غلط بھی ہو سکتا ہوں یہ میری رائے ہے۔ اُن کو حقیقت جو تاریخ ہے جو ہمارا رسم رواج ہے اُن کو نہیں پتہ۔ ہاں! superficially پتہ ہے اُن کو اور جو سوشل میڈیا میں جو نظر آتا ہے اُن کو یہ پتہ ہے مگر پیچھے جو پوری کہانی ہے یا جو داستان ہے یا پھر آپ کہیں fundamental جو بنیادی چیزیں ہیں وہ نہیں جانتا آج کا جو نوجوان ہے۔ تو ہمارا فرض بنتا ہے ہم اِن کو سکھائیں۔ ہم ہماری تاریخ اور ثقافت کو intact رکھیں۔ اِس لیے مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ جو نوجوان ہیں یہ کل کے دن ہمارے لیے ایک اثاثہ بنیں اِس ملک کے لیے اثاثہ بنیں بوجھ نہ بنیں جی۔ اور آخر جی مَیں observation ایک اپنی observation کے ساتھ میں اپنی بات conclude کرنا چاہ رہا ہوں اور observation یہ ہے اسپیکر صاحب! بلوچستان بلکہ پاکستان میں ہم قوموں کی صورت میں ہم لوگ تقسیم ہوئے ہیں مگر مَیں یہ ایک پیغام بھی اور چیز بھی کہنا چاہوں گا۔ یہ جو ہمارا تناؤ ہے، جو cultural diversity جس کو ہم کہتے ہیں یہ ہماری کمزوری نہیں ہے یہ ہماری طاقت ہے اور اِنشاءاللہ تعالیٰ ثابت کر کے دکھائیں گے کہ یہ جو ہماری cultural diversity ہے یہ ہماری طاقت ہے، there is strength in our diversity اسپیکر صاحب۔ اور آخر میں میں یہ کہوں گا پاکستانیوں نے سب کچھ دیکھا ہے۔ پاکستانیوں نے، ہم نے ہر چیز کا سامنا کیا ہے، چیلنجز دیکھے ہیں ہم نے ہم نے مشکلات دشواریاں دیکھی ہیں ہم نے جنگ وجدل دیکھا ہے ہم قدرتی آفات سے نکل آئے ہیں معاشی بحران سے نکل آئے ہیں۔ political destability دیکھی ہے ہم نے ہم نے ہر چیز دیکھی ہے اور yet اِن چیزوں کے باوجود ہم یہاں کھڑے ہوئے ہیں یہ ملک کھڑا ہوا ہے۔ so مَیں یہ کہنا

چاہوں گا اسپیکر صاحب کہ ہم جی ثابت قدم رکھنے والے لوگ ہیں، ہم resiliate ہیں اور ہم confrontation سے نہیں ڈرتے اور ہم مشکلات اور مشکل چیزوں سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

جناب اسپیکر: جی.ok۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت: باقی ایک last چیز۔

جناب اسپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت: سی ایم صاحب نہیں ہیں۔

I would like to urge your honourable self, please take these considerations very seriously. Why I say this, bceasue we should, and you and Honouarble Leader of the House should implement these considerations with in letter and spirit. Why, becasue it is through culture, bridges can be made between the people and the State. Please remember that. Thank you.

جناب اسپیکر: thank you۔ اِسی موضوع کو جاری رکھیں گے زاہد صاحب؟ جی پلیز۔

میر زاہد علی ریکی: اسپیکر صاحب! ہمارے جناب زرین صاحب نے اچھی قرارداد لائی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس میں ایک دو باتیں کرنی تھی۔ تاریخی یادگار اور آثار قدیمہ کے مقامات کے تحفظ کے لیے حکمت عملی تیار کرنا اور آثار قدیمہ اور تاریخی مقامات کے تحفظ کے لیے سخت قوانین کا نافذ کرنا۔ جناب اسپیکر صاحب! ماشکیل میں ایک جگہ ہے گلوگاہ۔ اُس جگہ کا نام ہے گلوگاہ سر۔ اور وہاں پر جناب اسپیکر صاحب ہمارے شعیب جان آئے ہیں، اُنہوں نے دیکھا ہے وہاں بہت آثار قدیمہ ہے ایسی جگہ ہے وہاں پر آپ جا کر بڑے بڑے گنبد وغیرہ ہیں تو وہاں پر ایک قبرستان بھی ہے، بہت پتہ نہیں سو دو سال تین سو سال پرانا ہے جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! وہاں سے تقریباً دس پندرہ سال بیس سال پرانی میرے دادا سردار ولی محمد ریکی صاحب، وہاں سے ایک بڑی ممی سر، اُس کا نام ہے ممی۔ ایک ممی وہاں سے نکالی تھی۔ تقریباً اربوں ڈالروں کی اُس کی قیمت تھی جناب اسپیکر صاحب۔ مجھے یاد آرہا ہے میرے دادا صاحب نے اُس کو ماشکیل سے نکالا تھا اُس آثارِ قدیمہ سے لائے تھے یہاں پر کوئٹہ میں اِدھر کوئٹہ میں ایک جگہ میں ہماری اپنی جگہ تھی وہاں پر رکھی تھی سر۔ سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک تھری میں۔

جناب اسپیکر: وہ سونے کی تھی؟

میر زابد علی ریکی: وہ سونے کی تھی، ممی تھی، بہت تقریباً اربوں ڈالروں کی۔ ابھی اگر آپ YouTube میں جناب اسپیکر صاحب اگر آپ اُس کو چیک کریں ناں وہ آپ کو خود ٹوٹل آپ کو بتا دے گا۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): ہمیں یاد ہے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب ماشکیل کا ایک بندہ سندھ میں پکڑا گیا پولیس کے حوالے۔ اس پولیس نے کہا تھا کہ ایک گھر میں سردار ولی محمد ریکی کے گھر میں ممی ہے بہت پرانی آثار قدیمہ کی ہے وہ اربوں ڈالروں کی ہے آپ چلیں مَیں آپ کو دکھا دوں گا۔ تو سندھ گورنمنٹ نے جناب اسپیکر صاحب وہاں سے آکر رات کی تاریکی میں بلوچستان کوئٹہ سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ میں میرے دادا سردار ولی محمد کے گھر میں چھاپہ مارا تو رات کو دو بجے وہی ممی جناب اسپیکر صاحب یہاں سے سندھ گورنمنٹ نے ظلم ہے سر! پتہ نہیں اُس وقت کون وزیر اعلیٰ تھے۔ وہی سندھ گورنمنٹ نے بلوچستان کے آثارِ قدیمہ ممی کو یہاں سے دو بجے چھاپہ مار کر یہاں سے لے گئے سر سندھ۔

جناب اسپیکر: یہ کب کی بات ہے؟

میر زابد علی ریکی: یہ پندرہ سال بیس سال پرانی بات ہے سر۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

میر زابد علی ریکی: اُس ٹائم وزیر اعلیٰ پتہ نہیں کون تھا جناب اسپیکر صاحب۔ لیاقت جتوئی تھا جناب اسپیکر صاحب۔ اُس رات کو جناب اسپیکر صاحب! مَیں بھی یہاں پر تھا میرے والد صاحب بھی تھے ہم سارے گئے میرے دادا کے گھر میں۔ پولیس وغیرہ سارے وہاں پر ایسے تھے کہ خدانخواستہ ہم کوئی دہشتگرد ہیں، کیا ہیں۔ تو میرے والد صاحب اور مَیں تھا اور میرے دادا کے بھائی یہ میرے ماشکیل کا ہے یہ آثارِ قدیمہ ہے یہ مَیں نے وہاں سے لائی ہوئی ہے آپ اِس کو مہربانی کریں ، اِس کو کہتا ہے نہیں! ہم اِس کو لے جائیں گے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! میرے دادا صاحب کو اُن لوگوں نے سیٹلائٹ ٹاؤن تھانے میں بند کیا وہی آثارِ قدیمہ اُن لوگوں نے سندھ کراچی یہی رات ہی رات ہے اُوہ لوگ اِس کو یہاں سے لے گئے جب لے گئے کراچی پہنچا دی پتہ چلا تو ابھی بلوچستان کی گورنمنٹ اپنا سر مار رہی تھی کہ ایسا آثار قدیمہ ہمارے بلوچستان سے کیسے چلا گیا۔ ابھی آج تک وہ آثارِ قدیمہ سندھ والوں نے کھا لیا۔ پتہ نہیں ہے کہاں لے گئے وہ لوگ۔ کچھ لوگوں نے کہا میوزیم میں رکھی ہوئی ہے، ہزار ہزار دو دو ہزار روپیہ اُس کا میرے خیال سے ٹکٹ ہے۔ مہینہ دو مہینہ چلا۔ سندھ سے پنجاب سے بلوچستان سے ہر کوئی وہاں پر گیا جناب اسپیکر صاحب۔ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد جناب اسپیکر صاحب وہ غائب ہو گئی پتہ نہیں کس کے ہاتھ چڑھ گئی۔ ابھی یہ زرین صاحب ہمارے بلوچستان کی یہ حالت ہے، ہمارے آثار قدیمہ یہاں محفوظ نہیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! جو بھی گورنمنٹ ہے خدارا ہمارے بلوچستان کے اثاثوں

اِس کی بحالی اِس کی حفاظت کرنا ہماری بلوچستان گورنمنٹ کا حق ہے یہ آپ کی رپورٹ میں جناب اسپیکر آنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: آپ اِس قرارداد کی حمایت کر رہے ہیں؟

میر زابد علی ریکی: جی ہاں میں اِس کی حمایت کرتا ہوں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ok۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: میری ایک گزارش ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی آپ قرارداد کے اُوپر بولیں گے؟ جی پلیز دستگیر بادینی کا مائیک آن کر دیں۔

حاجی دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب جیسے حاجی زابد ریکی صاحب نے کہا بالکل یہ مجھے یاد ہے مَیں بلکہ کوئٹہ میں تھا یہی خبر بہت چلی اُس ٹائم۔کوئی پندرہ سال پہلے کی بات ہے پندرہ کوئی سولہ سال پہلے کی بات ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ جیسے نوابزادہ زرین صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے مَیں اِس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور جناب اسپیکر صاحب جو آثار قدیمہ جو ہزاروں سال پہلے کے جو یہاں کے جیسے اُنھوں نے کہا کہ ممی ماشکیل سے دریافت ہوئی، علاقے کے لوگوں کا پہلا حق بنتا ہے، علاقے کے بعد جو ہے یہ صوبے کا تو میری گزارش یہ ہے کہ صوبائی حکومت سندھ حکومت سے صوبائی حکومت بلوچستان، سندھ حکومت سے رابطہ کرے اور ممی جو آثار قدیمہ یہاں پر اُس کو واپس کیا جائے۔

جناب اسپیکر: ok۔ جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ یہ جو زابد صاحب نے قصہ سنایا مَیں اِس کا چشم دید گواہ ہوں اُدھر میرے خیال میں لیاقت جتوئی کی حکومت تھی اور یہاں پر سردار اختر جان شائد چیف منسٹر تھے، یہ اُس زمانے کی بات ہے اور واقعی زیادتی کی، اُن کے گھر پر ناجائز raid کیا۔سندھ سے پولیس آئی سیٹلائٹ ٹاؤن میں ہمارا اُن کے گھر میں آنا جانا تھا، ہمارے بڑے مہربان تھے مونچھیں اِس قسم کی رکھی ہوئی تھی اور بہت باڈی والے بندے تھے۔ یہ ایک واقعہ نہیں ہے یہ قرارداد بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ہر علاقہ ہمارا بلوچستان کا چپہ چپہ تاریخی نوادرات اور تاریخی مقامات سے بھرا ہوا ہے اب میں اپنے علاقے کی بات کروں گا، افغانستان سے قافلے چلتے تھے نئی دہلی، دہلی کے لیے جاتے تھے ہمارے علاقوں سے ہو کر تو مغلیہ دور میں بھی یہی راستے استعمال ہوئے، پھر انگریز نے بھی اِن راستوں کو استعمال کیا، دَرہ ئے بولان، اور اِس طریقے سے، درہ ئے مولا ہے، یہ ایسا تھا۔اب میں archive department جو ہمارا ایک ہے، میرا خیال ہے ہم خالی اُس کی آج تک ہم نے، اِتنے سب ہم بیٹھے ہوئے ہیں، کبھی اُدھر ہم نے توجہ ہی نہیں دی ہے۔ وہاں پر جو کتابیں پڑی ہوئی ہیں یا جو پُرانی فائلیں ہیں یا کاغذات ہیں وہ ایک بہت بڑا قیمتی آثاثہ ہیں۔ہم کراچی سے حیدرآباد کی طرف جا رہے تھے تو وہاں پر اُنھوں نے ایک میوزیم بنایا ہوا تھا، جس میں پورے سندھ کی تہذیب کو اُنھوں نے، وہ سندھیالوجی

ڈیپارٹمنٹ میں ایک پورشن تھا۔ جناب! وہ دیکھنے والا تھا میوزیم۔ اُس میں حتیٰ کہ ذوالفقار علی بھٹو کے والد کے کپڑے، بھٹو صاحب کے کپڑے اور مختلف جو اُن کے، مطلب وہ اُنہوں نے پورے سندھ کی تہذیب کو ہمارے پاس ایسی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس ایسا کوئی ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔ اب آپ خالی میں یہاں پر مثال دوں گا gazetteer کو وہ پڑا ہوا ہے کسی کو جو ہے ناں جب وہ باہر سے کوئی مہمان آتا ہے تو یہاں انگریزی میں یا اُردو میں اُس کو جو ہے ناں، اُٹھا کے اُس کی جلدیں جو ہیں ناں بڑی خوبصورت wrap کر کے ہم اُس کو دے دیتے ہیں ہم نے کبھی اُس کو ہماری جو نوجوان نسل ہے اُس تک پہنچانے کا کوئی کوئی نظام ہم نے قائم نہیں کیا ہے۔ یہ جو route تھا اُس پر میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں سوران نام ہے ایک میرے علاقے میں ہے، جنرل محبت خان کا مقبرہ تھا، وہ ایسے خوبصورت طریقے سے جب ہم چھوٹے تھے بھی اُس میں سات، آٹھ، نو، زنجیریں وہ نیلے رنگ سے زنجیریں اینٹوں کی بنائی ہوئی تھی تو بہت اُونچا، یوں کر کے دیکھنا پڑتا تھا۔ اُس میں قطبہ لگا ہوا تھا اور پھر وہ قطبہ تو نکال کے لے گئے میرے خیال ہے پتہ نہیں کہاں چلا گیا، انگریز لے گئے کون لے گئے۔ حتیٰ کہ اُس میں جو ہم جاتے تھے تو اُوپر کھڑے ہو کے ایسے جیسے صندوق سے آواز آتی ہے وہ بھی چوری ہو گئے اُدھر سے نکل گئے اور اُس کے ساتھ ایک قبرستان ہے وہاں پر بڑے لمبے لمبے وہ لگے ہوئے ہیں اُس کے کتبے لگے ہوئے ہیں جن پر ایسی زبانیں جو ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتی ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسے ہمارے فاضل ممبر نے یہ قرارداد لائی ہے ہمیں اِس پر توجہ دینا پڑے گا ہم اپنی قبائلی روایات سے، اپنے ancient جو تھے ہمارے بڑے، اُن کی روایت سے بہت ہٹ کے ہم نے تشدد کی راہ لے لی، مختلف، یہ جو سوشل میڈیا ہے گو کہ اچھی چیز ہے لیکن بربادی کا یہ ایک ذریعہ بھی ہے۔ کہی سنی باتوں پر کسی کی پگڑی اُچھالنا یہ سوشل میڈیا کا ایک وطیرہ بن گیا ہے بغیر جیسے اُنہوں نے کہا کہ بغیر کسی ثبوت کے۔ ہمارے پُرانے زمانے میں سینہ بہ سینہ داستانیں چلتی تھیں، قوموں کی تاریخ چلتی تھی، اِسی طریقے سے ایک روایت تھی، ہم، مَیں، آج پھر ایک بات دُہراؤں گا کہ بلوچستان میں بلوچوں کی کبھی بھی روایت نہیں رہی۔ اگر ہم اپنے باپ دادا، کو پیچھے چلے جائیں کہ مہمان کے لیے ہم اپنی جان دیتے تھے آج ہماری حالت یہ ہو گئی ہے ہماری روایت یہ ہو گئی کہ ہمارے علاقے سے جو گزرتا ہے اُس کو لُوٹنا اُس کا قتل کرنا اور اُس کو لسانی نام دینا ہم فخر محسوس کرتے ہیں۔ وہ کیا ہے کہ وہ غلط روایت پر ابھی آپ نے بھی جناب اسپیکر صاحب! سُنا ہو گا کہ جب ہم طالبعلم تھے تو مثال دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک میٹنگ بلائی اُس میں پٹھان بھی تھا، سندھی بھی تھا، پنجابی بھی تھا، بلوچ بھی تھا تو کسی نے کہا کیا مانگا؟ تو بلوچ کونے میں بیٹھا، یوں کر کے بیٹھا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں مانگو کیا مانگتے ہو؟ اُس نے کہا مجھے اتنی سی تلوار دے دو باقی سب چیز میں وصول کر لوں گا۔ وہ بربادی کی نشانی تھی جو ہمیں سبق دیا جاتا تھا۔ وہ آپ کو کاروبار سے بھی ہٹا رہی ہے، وہ آپ کو اخلاقیات سے بھی گرا رہی ہے۔۔۔(مداخلت) وہ پٹھان نے کہا پیسہ پیسہ۔ تو ہر

روایت سے وہ چیز آپ کو دُور لے جا رہی ہے کہ جی آپ بندوق اُٹھا لو گے تو ہر چیز آپ حاصل کرلو گے۔ اُس زمانے میں تلوار تھی آج بندوق ہے، آج kalashnikov ہے، rocket launcher ہے۔ ہم وہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے باپ دادا نے اپنی جانیں قربان کی، اِس دھرتی کے لیے اِس مملکت کے لیے، اِس سرزمین کے لیے۔ ایک مثال میں دیتا ہوں مَیں یہ نہیں کہ مَیں کوئی اتنے بڑے بہادر خاندان کا ہوں یا، علی گڑھ میں میرے تایا سردار محمد انور جان پڑھتے تھے تو وہاں پر قائداعظم نے آنا تھا اور speech دینی تھی۔ یہ تاریخی بات آپ کو بتا رہا ہوں۔ تو ایک سِکھ تھا، اُس نے قائدآعظم کی تصویر اُتار کے بوٹوں کے نیچے روندھ دی۔ میرے تایا، وہ بھی بڑے سڈول جسم کے تھے، وہ اُس کے ساتھ لڑ گئے کہ جی کیوں؟ یہ اُس کو مکے مارتے رہے۔ وہ سکھ جو ہے اُس کو چاقو مارتا رہا۔ آخر میں ہمارے دادا کو اطلاع ملی کہ آپ کا بیٹا تقریباً مر گیا ہے اب، اللہ نے اُس کو بچانا تھا بچ گیا۔ مَیں آج بھی اُس کے وہ بہادری مجھے یاد ہے۔ وہ فوت ہو گئے ہیں کہ یہاں پر پھر وہ گوشت اِدھر ٹانگ سے نکالا اِدھر گوشت لگایا اور پھر اُس کے اوپر یہ کیا tattoo جو بناتے ہیں وہ۔

جناب اسپیکر: surgery, surgery کیا تھا۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی وہ تھا۔ تو یہ ہماری روایت تھی۔ مجھے آپ بلوچوں کی تاریخ میں کوئی جو بلوچوں میں سینکڑوں فرقے ہیں، چھوٹے بھی، بڑے بھی، کہیں پر آپ مجھے ثابت کریں کہ اُنہوں نے اپنے مہمان کو قتل کیا ہو؟ یہ آج کا یہ سوشل میڈیا اور وہ پُرانی روایت جیسے محرک نے قرارداد پیش کیا ہے۔ اُن سے دُوری کی وجہ سے آج اگر اِسلام کہتا ہے کہ عورت کا احترام کرو بلوچ اُس کے لیے پتہ نہیں کس حد تک گیا ہے۔ عورت کے احترام میں خاتون کے احترام میں اُنہوں نے اپنی مملکتیں تباہ کر دی ہیں لیکن اُس پر، آج بھی وہ پرانی روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے، پُرانی روایت کو کہ جس گھر میں چار عورتیں چلی جاتی ہیں قرآن لے کے چلی جاتی ہیں اِسلام کی side ہے عورتیں احترام چاہے وہ بلوچ ہے پٹھان ہے کبھی بھی وہ قتل ہوتے ہیں وہ بھی معاف کر دیتے ہیں۔ ہمارے کھیترانوں میں 17، 18 سال کا بچہ ہو جاتا تھا، وہ جب تک وہ چغہ پہنتا تھا، شلوار اُس کو نہیں پہنائی جاتی تھی۔ اُس کے بھائی، باپ، چاچا نے اگر 50 قتل کیے ہوتے تھے تو اُس کو کوئی قتل نہیں کرتا تھا۔ وہ بچے میں شمار ہوتا تھا۔ آج ہماری قبائلی روایت کیا بن گئی ہیں کہ ایک بم رکھیں گے اُس میں بچے بھی اُڑ گئے۔ آپ کے سامنے ہے مستونگ کا واقعہ ہے جناب۔ ایک باپ، ایک ماں صبح اپنے بچے کو تیار کر کے سکول کے لیے بھیجتی ہے اور وہاں سے فون آتا ہے کہ بچے کے ٹکڑے ٹکڑے لاش لے جائیں۔ یہ کون سی روایت ہے؟ یہ کون سی اسلام ہے؟ یہ کون سی ثقافت ہے؟ یہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم اپنی ثقافت سے دور ہٹتے جا رہے ہیں۔ اور پھر ہم، مَیں 35 سال سے اِس ایوان کا حصہ ہوں۔ مَیں نے آج تک اُس کے لیے کیا کیا ہے کہ ہمارے قبائلی جو یا تاریخی ورثہ ہے یا ہماری چیزیں ہیں اُن کے لیے میں نے بھی کچھ نہیں کیا ہے۔ اِدھر تو میں اچھی تقریر کرلوں گا۔ لیکن عملی طور پر ہم نے کچھ نہیں کیا ہے۔ تو مَیں

اِس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ok جی۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اِس پر بولنے کے لیے بڑا ٹائم چاہیے، بہت ساری چیزیں ہیں جس کو آپ کو، لیکن میری گزارش ہوگی مَیں حکومت کا حصہ ہوں مَیں ایوان سے گزارش کروں گا آپ سے گزارش کروں گا کہ اِس کو متفقہ طور پر قرارداد منظور کر کے حکومتِ وقت کو آج کی حکومت کو یہ ایک آپ کی طرف سے ڈائریکشن سمجھیں ایک قسم کی رولنگ سمجھیں۔

جناب اسپیکر: done۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: کہ جی جو جو قبائل آباد ہیں، اُن کو اُن کی ثقافت کے مطابق promote کرائیں، فنڈ رکھیں۔ فنڈ کی کمی نہیں ہے۔ فنڈ کا آپ ایک روڈ بنتی ہے نو ارب روپے کی بن رہی ہے، ایک روڈ چار، گاؤں کو جاری ہے 10 ارب کی بن رہی ہے یہ ایک ہم نے وطیرہ بنا دیا فنڈ کی کمی ہے فلانا ہے فنڈ سب چیز کے لیے ہیں ابھی میں اِدھر بہت ساری چیزیں جو وہ کہتے ہیں ناوہ کیا ہے مینڈک نے کہا کہ میرا منہ پانی میں ہے نہیں تو میں بہت کچھ بول سکتی ہوں۔ وہ ہم نہیں بولنا چاہتے یہاں پر۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: تو اِس کو لازمی ہمیں کرنا پڑے گا تاکہ نوجوان نسل اِس کی طرف convert ہو۔ اور اپنی پرانی روایت پر قائم ہو۔ automatic امن بھی قائم ہوگا تعلیم کی طرف بھی توجہ ہوگی ہر چیز ہوگی۔ Thank you very much

جناب اسپیکر: ok۔ آیا قرارداد منظور کی جائے؟ قرارداد کو۔۔۔(مداخلت)۔ اسی؟ اسی کو؟ ہوگیا بس متفقہ طور پر۔ سب نے حمایت کر دی ہے مزید میرے خیال میں اِس کے حق میں کوئی۔۔۔(مداخلت)۔ اِسی قرارداد کے اُوپر؟ متفقہ طور پر ہوگیا ہے میڈم۔ چلیں چلیں، ایک منٹ مولانا صاحب! پہلے میڈم ربابہ بولتی ہیں پھر آپ کو موقع دیتے ہیں۔ محترمہ کا مائیک آن کر دیں۔ جی۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (مشیر محکمہ وومن ڈویلپمنٹ): شکریہ جناب اسپیکر!۔ جناب اسپیکر یہ قرارداد بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے سب نے ہم نے کہا اور یقیناً مشترکہ طور پر اس کو آپ منظور بھی کروائیں گے۔ جو ہمارا لوک ورثہ ہے تاریخ ہمارے مقامات ہیں، ہمارے جو traditions ہیں جو ہماری یہاں کے handicrafts ہیں، جیسے کہ روایتی embroidery ہیں چیزیں ہیں۔ اس قرارداد میں اُن تمام چیزوں احاطہ کیا گیا ہے اور یقیناً اِن سب کی تحفظ کی بہت زیادہ ضرورت بھی ہے۔ اور اہمیت بھی ہے۔ وقت کا تقاضہ بھی ہے۔ اور ہم شاید اپنے جو تاریخی ہمارے مقامات ہیں،

اُن کی حفاظت نہیں کر پا رہے ہیں، کیوں کہ environmental changes جو آرہی ہیں اُن کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں ہے کہ اُن کو کسی طریقے سے جو ہے counter کیا جائے۔اور اِن مقامات کو جو صدیوں پہلے کے تعمیر شدہ ہیں اُن کو تحفظ دیا جائے۔اسی طریقے سے ہمارے جو روایتی کشیدہ کاری کا فن ہے، چمڑے کی products کا فن ہے یا کوزہ گری ہیں مختلف بلوچستان کے جتنے اضلاع ہیں اُن میں کوئی نہ کوئی وہاں کا particular ایک traditional handicraft ہے جو کہ دوسرے districts سے بالکل مختلف ہیں۔ہمیں ضرورت اس امر کی ہے اس وقت کہ جو ہماری نئی نسل ہے اُس تک یہ کس طریقے سے پہنچایا جائے؟ اِس پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے اس کے لیے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ بلوچستان بہت ساری اچھی روایات کا حامل رہا ہے۔تاریخ بھری پڑی ہے اسی چیزوں سے مؤرخ کا قلم یقیناً یہ لکھے گا کہ آج یہاں مشترکہ طور پر ہم نے اپنے جو ہمارا ثقافتی ورثہ ہے اُس کے تحفظ کے لیے بات کی لیکن افسوس ہے کہ مورخ کا قلم آج یہ بھی لکھے گا اور اُس کا قلم روئے گا یہ لکھتے ہوئے کہ ہم نے ماحول کی تحفظ کے لیے تو بات کی ،بلوچستان کی روایات کی تحفظ کی بات کی لیکن جب بات آئی بلوچستان کی خواتین بہنوں بیٹیوں کی عزت ووقار کے تحفظ کی وہاں ہم پیچھے ہٹ گئے شاید اپنے کسی ذاتی عناد کی وجہ سے شاید اپنے کسی ضد کی وجہ سے اور ہم نے وہاں پر نئی نسل کو یہ منتقل تو ضرور کر دیا کہ بلوچستان میں جو روایت تھی خواتین کی عزت احترام کی اُس کو بلوچستان کی اسمبلی نے آج یہاں پر پامال کیا اور یہاں پر خواتین کی حقیقتاً اب کوئی نہ وقعت ہے نہ حیثیت ہے نہ ہی اُن کے عزت اور وقار کی تحفظ کی کوئی ضرورت ہے۔ کیا ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہاں پر جو کام کی جگہوں پر جو harassment ہے اُس کا کیا اس وقت ratio چل رہا ہے؟ میں نے اپنے محترم بھائیوں سے یہ بات کی تھی اور اُن کو میں نے بتایا بھی تھا کہ یہ amendment کیا ہے اگر کسی کو اس پر تحفظ تھا تو ہم نے amendment ساتھ لگائی تھی۔ وہ پڑھ سکتے تھے۔ اُس کے بعد اگر وہ کہتے کہ نہیں اس میں ہمیں ضرورت ہے کمیٹی میں جانے کی ہم بالکل جاتے اور خوشدلی سے جاتے۔ لیکن کسی بھی ایک particular point کو لے کر ذاتی عناد کی بنیاد بنا کر ہم نے آج جس قرارداد کو bulldoze کیا ہے خدانہ کرے خدا نہ کرے کہ کبھی ہم میں سے کسی کے گھر کی خواتین بہنیں بیٹیاں اس کی زد میں آئیں۔میری دُعا ہے کہ ہم اپنے صوبے کی خواتین کا تحفظ کر سکیں۔کیوں کہ جس صوبے کا معزز ایوان اپنی خواتین کی تحفظ کے بل کو اس بیدردی سے reject کرے،اُس صوبے کی خواتین کی عزت ووقار کا تحفظ کرنا سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔میں اسی کے ساتھ اِس قرارداد کی بھر پور حمایت کرتی ہوں۔اور اُمید کرتی ہوں کہ خواتین، بیٹیوں اور بہنوں کی عزت اور وقار کا تحفظ تو شاید ہم یہاں سے منظور نہ کرواسکیں لیکن ہم اپنے ثقافتی ورثے کی تحفظ کے لیے ضرور عملی اقدامات کریں گے اور اس کو محفوظ بنائیں گے۔

جناب اسپیکر: thank you madam۔ پوائنٹ آپ کا آ گیا ہے۔ جی۔ نہیں نہیں دیکھیں اگر بولنا ہے تو صرف قرارداد کے متعلق بولنا ہے قراداد کے دوران کوئی مجلس نہیں ہوگی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: ہم پر بہت بڑاالزام لگایا ہے اسپیکر صاحب! ہمیں بھی سنیں۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: We have a lot of respect for you. یہ جو ہم نے اس قرارداد کی مخالفت کی، وہ treasury benches کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے کی ہے۔ اگر آپ اس کو کمیٹی میں لے جاتے شاید ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ تو آپ نے ہمیں اِس لیے آپ نے وہ کی ہے کہ ہمارے دوستوں نے واک آؤٹ کیا تھا میں اس لیے بیٹھ گیا تھا کیوں کہ مجھے پتہ تھا کہ ایک آدمی یہاں بیٹھے تا کہ اُس کو جو ہے ناں وہ اُسکو proceed کرے۔ تو آپ مہربانی کریں آپ ہم پر یہ الزام نہیں لگائیں۔ ہم اس کی اُسی طرح جو ہے ناں خواتین کی احترام رکھتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اس کو properly submit کریں کمیٹی میں لے جائیں اُس پر debate کریں اُس کے بعد سر آنکھوں پر اس کو ہم سپورٹ کریں گے۔ یہ اس طرح نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر: شعیب نوشیروانی صاحب۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! یہ آپ سے رائے چاہوں گا کیوں کہ رولنگ تو اس پر آ گئی ہے ووٹنگ بھی ہوگئی ہے۔ ابھی ڈاکٹر صاحب نے ایک proposal اپنی طرف سے دی ہے کہ کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ کیا اس موقع پر ہم ایسا کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ ابھی چھ مہینے تک ابھی دوبارہ نہیں آسکتی ہے تقریباً۔ It will take another six months.

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 18 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 18 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 07 مئی 2025ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی اجلاس بوقت 5 بجکر 40 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

☆☆☆